

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

چونسٹھواں اجلاس (دوسری نشست)

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 22 مارچ 2023ء بروز بده بہ طبقہ 29 شعبان المظہم 1444ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلادت قرآن پاک و ترجیح۔	03
2	دعاۓ مغفرت۔	04
3	توجہ دلاؤ نوٹ۔	06
4	رخصت کی درخواستیں۔	23

## ایوان کے عہدیدار

میر جان محمد خان جمالی ----- اسپیکر

سردار بابر خان موسیٰ خیل ----- ڈپٹی اسپیکر

## ایوان کے افسران

جناب طاہر شاہ کا کڑ ----- سیکرٹری اسمبلی

جناب عبدالرحمن ----- اسٹائل سیکرٹری (قانون سازی)

جناب مقبول احمد شاہ وانی ----- چیف رپورٹر



## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 22 مارچ 2023ء بروز بدھ بمطابق 29 شعبان المظہم 1444ھ، بوقت شام 04 بجے

زیر صدارت میر جان محمد خان جمالی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونسل میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ از حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**

**وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَبِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزَلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزَلَ إِلَيْهِمْ خَشِعُونَ لِلَّهِ لَا**

**لَا يَشْتَرُونَ بِأَيْمَانِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا طَ اُولَئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط**

**إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ يَأْتِيهَا الَّذِينَ أَمْنَوْا أَصْبَرُوا ۝**

**وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا قَفْ وَأَنْقُوا اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝**

﴿پارہ نمبر ۳ سورہ آل آیات نمبر ۱۹۹ تا ۲۰۰﴾

ترجمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اور کتاب والوں میں بعض وہ بھی ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور جو اتراتہاری طرف اور جو اتراؤں کی طرف، عاجزی کرتے ہیں اللہ کے آگے نہیں خریدتے اللہ کی آیتوں پر مول تھوڑا بھی ہیں جن کے لیے مزدوری ہے اُن کے رب کے ہاں بیشک اللہ جلد لیتا ہے حساب۔ اے ایمان والو! صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور لگے رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔ وَمَا عَمَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

مکمل

**جناب اپیکر:** جزاک اللہ۔ سُمِ اللہِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ جی جارج صاحب۔

**جناب خلیل جارج بھٹو:** جناب اپیکر صاحب! دعا کرنی ہے، جو دہشتگردوں نے بریگیڈ یئر برکی صاحب کو شہید کیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ انکے لئے دعا کی جائے۔

**جناب اپیکر:** تھوڑا میں ذکر کروں، یہ in line of duty شہید ہوئے ہیں وہ، جزل سرفراز in line of duty شہید ہوئے، اُنکے ساتھ آفیسرز بھی تھے۔ آپ کو یاد ہو گا رحمت اللہ نیازی صاحب کے بھائی مجر جزل تھے وہ بھی duty blast کے land mine in line of duty شہید ہو گئے، بریگیڈ یئر برکی اور جو سپاہی جوان شہید ہوتے رہے ہیں، in line of duty ہم فوج میں کہہ دیتے ہیں، وہ ہیں۔ لیکن دعا کریں مولوی صاحب۔  
(دعاۓ مغفرت کی گئی)

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب اپیکر!

**جناب اپیکر:** جی نصراللہ زیرے صاحب۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب اپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے بہت سارے ایسے علاقے ہیں اس صوبے کے جو انکے عوام کا انحصار بارڈر ریڈ پر ہے۔ بدقسمتی سے ہم نے بارہا اسیبلی کے فلور پر کہا ہے کہ ابھی چمن شہر ہے وہاں ہزاروں لوگ سالوں سے وہاں روزگار تھے، محنت کش لوگ تھے صحیح ڈیورنڈ لائن کراس کر کے جاتے، شام کو واپس آ جاتے، کوئی بیس، پچیس ہزار لوگ۔ پھر وہاں جو خاردار تاریخی گئی، اب وہاں کوئی بنس نہیں ہو رہا ہے۔ وہ جو لوگ تھے جن کیلئے ہم نے بڑے وعدے وعید کئے تھے کہ ان لوگوں کے روزگار کا مسئلہ ہم حل کر دیں گے آج 2 سال گزر گئے وہاں کچھ نہیں ہوا۔ اب صورتحال یہ ہے چمن شہر میں کہ وہاں ڈیکٹی، چوری، snatching اور سب سے بڑھ کر جناب اپیکر! چمن شہر میں منشیات سر عام ہے۔ تمام نوجوان اگر آپ فیصلی لے لیں آپ حیران رہ جائیں گے کہ نوجوان سب منشیات کی جانب بڑھ رہے ہیں کیونکہ روزگار ہے نہیں۔ جو روزگار کے دروازے ہیں وہ بند کئے گئے ہیں۔ اسی طرح آپ جا کر کے دیکھیں، یہ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم دروازہ بنا کیں گے ڈیورنڈ لائن پر، بادینی پر اور قردر دین کاربیز پر، باقی جگہوں پر لیکن آج تک نہ بادینی پر نہ قردر دین کاربیز پر کوئی گیٹ بنایا گیا ہے۔ نہ وہاں کا رو بار چھوڑا جا رہا ہے اور نہ چمن شہر میں وہ لوگ جو محنت کش لوگ تھے جن کو پشتہ میں ہم خاص و لفظ استعمال کرتے ہیں بہر حال میں اُسے محنت کش ہی کہوں گا وہ محنت کش لوگ بیرون رہو گئے، جس کی وجہ سے آج چمن شہر میں وہاں روزانہ ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ منشیات فروٹی ہو رہی ہے۔ میری استدعا یہ ہوگی کم از کم جو ہمارے علاقے ہیں، چاہے تربت میں چاہے ہمارے MPA صاحب واشک کے بیٹھے ہوئے ہیں، ان کا علاقہ ہے پنجگور ہے وہاں جیونی ہے، وہاں جو لوگ رہتے ہیں وہ ایک ہی لوگ ہیں۔ انگریز آپا اُس نے

کیا، اب وہاں رشتے داریاں ہیں اُن کے درمیان، آنا جانا ہے اب آپ نے سب کچھ پر پابندی لگادی۔ ایک مسلمان ایک زبان بولنے والے لوگ ایک خاندان وہ divide ہو گئے، بہر حال اب معاشر قتل عام جناب اسپیکر! اس کی وجہ سے لوگوں کا بُرا حال ہوتا جا رہا ہے۔ میں آپ کے توسط سے As a Custodian حکومت سے request کروں گا کہ خدار! بارہا یہ وفاقی حکومت آئی، اس سے پہلے مشاہد حسین سید اور سیم بجاد صاحب کی کمیٹی تھی اُس وقت جب آئے تھے وہ جنرل مشرف کے دور میں، انہوں نے واضح طور پر اپنی سفارشات میں کہا تھا کہ صرف منشیات فروشی، اسلحہ، یہ سمنگ کے زمرے میں آتے ہیں باقی تمام چیزیں وہ کاروبار ہے، بارڈر ٹریڈ ہے، انکو تمام علاقوں میں فری پینڈ دینا چاہئے۔ ابھی بھی ہمارا سارا جو مکران ڈویژن ہے اُن کی اشیائے خور دنوں کا انحصار ایران پر ہے۔ اور اس علاقے کا یہاں بھی یہاں چمن میں بھی لوگوں کا انحصار اسی ٹریڈ پر تھا اب آپ نے پابندی لگادی۔ تو میری request یہ ہو گی کہ کم از کم ان چین، ڈیورینڈ لائن پر، بادینی پر، قمودین پر، وہاں پنجگور اور تربت پر، یہاں آپ گیٹ کھول دیں تاکہ لوگ آنے جانے، اسی طرح بوسٹان ہے نوشی ہے وہاں بھی ایک ہی tribe کے لوگ رہتے ہیں۔ تو اس پر بھی دروازہ کھول دیا جائے تاکہ لوگوں کا آنا جانا وہاں آسانی سے ہو سکے۔ Thank you جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر:** Thank you very much. زابد صاحب بات کریں کیونکہ بارڈر ایریا پر پھر جناب زہری صاحب۔

**میرزادعلی ریکی:** Thank you جناب اسپیکر صاحب! ہمارے فاضل دوست نصر اللہ ذیرینے، بہت اچھی طرح سے آپ کو برافی کر کے بتا دیا۔ جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان میں اس طرف آپ کا افغانستان کا بارڈر ہے اُس طرف آپ کا ایران بارڈر ہے۔ خاص طور پر جو میرا ڈسٹرکٹ واشک ہے، تحصیل ماٹکیل جو ایران بارڈر سے لگتی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کو یاد دہانی کرنا چاہتا ہوں کہ میراماٹکیل کا زیریو پوائنٹ بند تھا import, export کی سالوں سے بند ہے۔ حالانکہ ایک دو فتحہ سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں ہمارے اسپیکر صاحب نے کشمکش کلکٹر کو یہاں بلا یا کہ بھائی ہم کا رو بار کرنے کیلئے تیار ہیں، ہمارے گیٹ کھولے جائیں import, export بھی ہو جائیں گے بلوچستان کو فائدہ ہو گا، وہاں ایران کے تاجریوں کو فائدہ ہو جائے گا۔ پاکستان کو ہو گا۔ تو اسی طرح جناب اسپیکر صاحب! زیریو پوائنٹ بھی ہے۔ تفتیان بھی ہے، اس طرف چمن ہے، نوشی ہے، پنجکور ہے۔ مہربانی کر کے جناب اسپیکر صاحب! اس پر آپ ایک رو لنگ دیدیں یا کشمکش کلکٹر کو یا باقی اداروں کے ساتھ بات کریں کہ اس گیٹ کو کھولا جائے تاکہ لوگوں کی آمد و رفت ہو جائے کاروبار کھل جائے۔ اگر ہم بلوچستان کے لوگوں کو نوکریاں نہیں دے سکتے تو کم از کم ایران اور افغانستان کے بارڈر زہری صاحب ساتھ لگ رہے ہیں انکو ریلیف دیا جائے جناب اسپیکر صاحب۔ مہربانی کر کے یہ ہم کے بارے میں میں

ایوان کی توجہ مبذول کرنا چاہتا تھا۔ شکریہ جناب اپسیکر۔

**جناب اپسیکر:** جی جی شکریہ۔ اچھا عارف جان صاحب آپ کا توجہ دلا و نوٹس جو اس دن ڈیفر کیا تھا۔

**میر محمد عارف محمد حسنی:** جناب اپسیکر صاحب! میرا سوال بھی ہے اور توجہ دلا و نوٹس بھی ہے دونوں منسٹر صاحبان موجود نہیں ہیں۔

**جناب اپسیکر:** ہاں منسٹر ز صاحبان موجود نہیں ہیں۔

**میر محمد عارف محمد حسنی:** نصیب اللہ مری صاحب ہمیشہ موجود ہوتے ہیں پہلی دفعہ وہ نہیں ہیں یہ ڈیفر کر دیں آپ۔ اکبر آسکانی پر بات کرنی ہے آج۔

**جناب اپسیکر:** بھی ڈیفر کر دیں گے منسٹر ز بھی نہیں ہیں۔

**میر محمد عارف محمد حسنی:** ڈیفر تو کر رہے ہیں سرا ایک ریکارڈ انکاد کیک لیں کہ سوالات ہم نے کب کیئے تھے ہمیشہ اُنکے جوابات آتے ہیں لیکن منسٹر ز صاحب موجود نہیں ہوتے ہیں میرے خیال میں دوسال ہو گئے ہیں تقریباً۔

**جناب اپسیکر:** آپ نے بھی انکو بھایا ہے ہم نے بھی انکو بھایا ہے۔

**میر محمد عارف محمد حسنی:** آپ مہربانی کر کے ایک دمنسٹر زیا ایم پی اے صاحبان کی رکنیت معطل کر دیں یہ لوگ خود سارے بیٹھے ہوں گے یہاں پر۔

**میر یونس عزیز زہری:** جناب اپسیکر! یہ 2021ء کے سوالات ہیں اُنکے جوابات نہیں آرہے ہیں۔ میرے خیال میں آپ کوئی قرارداد پاس کروائیں کہ یہ سوالات وجوابات کا سلسلہ بھی ختم کر دیں۔ کیونکہ جواب تو ہمیں نہیں مل رہا ہے۔

**جناب اپسیکر:** یونس صاحب! آپ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔

**میر یونس عزیز زہری:** جواب ہمیں کبھی نہیں مل رہا ہے۔ جناب اپسیکر صاحب! دوساروں کے سوالات کے جوابات نہیں آرہے ہیں۔ اور کوئی جوابات دینے والا نہیں ہے۔ تو پھر میرے خیال میں کوئی منسٹر بھی نہیں ہے۔ تو ہم کس سے بات کریں کس سے جواب لے لیں؟

**جناب اپسیکر:** یہ درست کہہ رہے ہیں۔

**میر یونس عزیز زہری:** ہمارے لئے تو یہی فرم ہے۔ اس فورم کو بھی ہمارے لئے بالکل انہوں نے ایسے ہی بنادیا ہے، جس دن سوالات ہوتے ہیں وہ نہیں آتے ہیں ہم کس سے پوچھیں؟ جناب اپسیکر! ہم تو آپ سے پوچھیں گے۔ آپ نے اس پریا تو بالکل یہ سٹم ہی ختم کر دیں، ہم بھی کہیں گے کہ ہم کوئی سوال جمع نہیں کر سکتے ہیں۔

**جناب اپسیکر:** جی بالکل صحیح کہا ہے۔

**میر محمد عارف محمد حسni:** جناب اپنے! یہ موجود ہوتا ہے لیکن جو حاجی اکبر آسکانی صاحب کا ہے صرف اس کا ایک دفعہ ریکارڈ چیک کر لیں کہ کب ہم نے یہ سوالات جمع کئے تھے اور تین چار دفعہ کئے جوابات آچکے ہیں، جواب ہی غلط ہے، مگر اس کے باوجود اکبر آسکانی صاحب آکر یہاں جوابات نہیں دیتے ہیں۔

**جناب اپنے!** جی آسکانی صاحب کے حوالے سے کہہ رہے ہیں کہ وہ بھی تک معطل ہے۔

**میر محمد عارف محمد حسni:** اچھا آسکانی صاحب معطل ہیں؟

**جناب اپنے!** جی ہاں۔

**میر محمد عارف محمد حسni:** آسکانی صاحب نے بھی جان بوجھ کراپنے آپ کو معطل رکھا ہوا ہے، ”تاکہ جوابات نہ دینے پڑیں مجھے“۔

**جناب اپنے!** ابھی تو حالات بھی معطل ہیں آخری تین، چار ماہ رہ گئے ہیں۔

**میر یونس عزیز زہری:** جناب اپنے! اس کے علاوہ مواصلات کے بھی سوالات ہیں۔

**جناب اپنے!** ہاں بالکل۔

**میر یونس عزیز زہری:** پرسوں لوکل گورنمنٹ کے تھے وہ بھی نہیں آئے یہ بھی نہیں ہیں۔ ہر سوال کو آپ اٹھا کر دیکھ لیں کم سے کم دوسال کا ہے، دوسال کا پیر ڈی انکو گزر چکا ہے اسکے لئے کوئی سزا و جزا ہے آپ کے قانون میں؟ اگر نہیں ہیں تو ہمیں بتا دیں ہم سوالات جمع نہیں کر دیں؟

**جناب اپنے!** نہیں، رو لنگ یہی ہے کہ یہ جو دو، دوسال سے جواب نہیں دے رہے ہیں، ہاؤس کی جو privilege کمیٹی ہے اسکو refer کر دیں۔ معاملہ privilege کمیٹی میں جاتے ہو تو جواب دیں آ کے کہ ہمارے استحقاق کمیٹی کے چیز میں ہیں۔ اُن کے سامنے آئیں پیش ہوں اور ان کو جواب دیں کہ کیوں نہیں آتھے۔

**میر محمد عارف محمد حسni:** یہ آپ نے صرف کیوں نکلیشن کا اور لا نیو سٹاک کا رکھنا ہے۔ توجہ دلاؤ نوٹس ہمارا ایجوکیشن کا ہے، میرا اور زیرے صاحب کا ہے۔ وہ وہاں ہمیشہ موجود ہوتا ہے۔ یہ پہلی دفعہ نہیں ہے تو یہ ابھی ہم دونوں نے پچھلے ہفتے جمع کیا ہے۔

**جناب اپنے!** جی جی، صحیح بات ہے۔ جی سید احسان شاہ صاحب۔

**سید احسان شاہ (وزیر بحث):** شکریہ جناب اپنے! میں آپ کا ممنون ہوں اور دوستوں کا یہ گلہ بجا ہے۔ لیکن جناب والا! شاید ہمارے کابینہ کے دوستوں کی کوآرڈینیشن کی وجہ سے یہ بات یہاں تک پہنچ گئی ورنہ جناب ہاؤس کے اپنے روز میں ہے کہ ہاؤس کے اندر اگر ایک منظر غیر حاضر ہو یا وہ اُس وقت موجود نہ ہو تو وہ اپنے کو اطلاع دے کر کے اُس

کا بزنس جو ہے دوسرا کابینہ کے ممبر چلا سکتے ہیں۔ اگر دوست اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ کوئی اور منسٹر اس کا جواب دیں تو کسی اور منسٹر کے ذمے آپ لگا سکتے ہیں۔

**جناب اپیکر:** لیکن احسان شاہ صاحب! ان میں اُس منسٹر کی انہوں نے تیاری کرائی ہو۔ ابھی ادھرنور محمد دمڑ صاحب کو تو پتہ ہی نہیں ہے کہ کیا معاملہ ہے۔

**وزیر صحت:** یہ تو آپ جناب پر مخصر ہے اگر کسی منسٹر سے کہتے کہ وہ ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ جو سیکرٹری ہے ان سے جواب لیکر معلومات لیکر یہاں ہاؤس میں، کم از کم ہاؤس کا تقدس برقرار رکھیں۔ یہ دو، دو سال سے سوال آرہے ہیں اور ان کے جواب نہیں دے رہا ہے۔

**جناب اپیکر:** جی بالکل۔ میں خود آپ کے پاس کچھ ماہ کے بعد آ رہا ہوں۔ لیکن یہ تو ہاؤس کا تقدس نہیں رہیا پھر کیسے معاملے چلیں گے۔

**وزیر صحت:** جی ہاں بات درست ہے۔ میرے خیال سے جو منسٹر صاحبان موجود نہیں ہوتے ہیں ان کو چاہیے کسی اور ساتھی سے کہیں ”کہ میرے ڈیپارٹمنٹ سے آپ تمام معاملات لے لیں اور آج میرے question hours میں میری باری ہے تو وہ دوسرے منسٹران کا جواب دے دیں تاکہ معزز زمیندار کو ممکن اطلاع مل جائے۔ صحیح، غلط ہو وہ دوسری بات ہے لیکن ہاؤس کی تقدس کے لئے اور ممبران کا استحقاق ہے، کم از کم ان کو جواب تو ملیں۔

**جناب اپیکر:** صحیح بات ہے آپ درست کہہ رہے ہیں۔ جی۔

**میر محمد عارف محمد حسنی:** دوسری بات میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہوں گا یہ جو لا یو اسٹاک کا اچھا ہے کہ اس سے پہلے کہ مجھے وہ جواب دیں۔ یہ جو لا یو اسٹاک کے جو میرے دو سوالات ہیں ان دونوں کے جوابات ڈیپارٹمنٹ نے مجھے غلط دیئے ہیں۔ ان کو بتایا جائے ڈیپارٹمنٹ کو کہ ایک دفعہ پھر چیک کر لیں یہ لوگ اپنے جوابات چیک کر لیں کیونکہ میں نے اس پر بات کرنی ہے۔

**جناب اپیکر:** سیکرٹری صاحب! ان کو یہ ریفر کر دیں کہ جی جوابات درست کریں۔ اگر درست نہیں کریں گے تو ان کی جواب طلبی ہوگی۔ اور کوئی طریقہ نہیں رہ گیا۔ جی یونس صاحب۔

**میر یونس عزیز زہری:** جناب اپیکر! میں آپ کے توسط سے منسٹر ہمیلتھ صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے بارہا اس فلور پر ٹرامسینٹ کا ذکر کئی بار کیا ہے کہ خضدار میں ٹرامسینٹ تیار ہے اس کو start کرنے کیلئے منسٹر صاحب نے ہم سے وعدہ بھی کیا تھا کہ میں start کر لوں گا۔ تو start کرنے کیلئے منسٹر صاحب نے ہم سے وعدہ بھی کیا تھا کہ میں شروع کروں گا۔ اب جب ہم لوگ وہاں گئے، اُس کے جو جتنے equipments تھے وہ جامِ صاحب کے دور میں جوان کی

حکومت تھی تو اُن سے ایگر یمنٹ کیا تھا انہوں نے بارہ یا ساڑھے بارہ کروڑ روپے کے equipment purchase کر کے خضدار روانہ کر دیا۔ تو اس درمیان میں ہیلٹھ سے کوئی یٹرسیکٹری ہیلٹھ نے کوئی یٹرلکھا ہے ”کہ جی ان کو آپ لوگ استعمال کریں دوسرا ہسپتا لوں میں“۔ تو ابھی ہم جا کے اس کوشروع کرنے کی کوشش کی اور تمام چیزیں برابر کیں دیکھا کہ equipments short ہیں۔ ایک چیز بھی نہیں مل رہی ہے۔ وہاں پانچ بیڈز پڑے ہوئے ہیں اور دو چار چیزیں اور پڑی ہوئی ہیں۔ میرے خیال میں کوئی دس یا بارہ لاکھ کی چیزیں پڑی ہیں، ساڑھے بارہ کروڑ روپے میں، وہ چیزیں وہاں سے غائب ہیں کہ کس کو دیئے کیوں دیئے ہیں؟ اور یہ آئے ہیں ایک ایگر یمنٹ کے ذریعے ہم نے PPL سے ایگر یمنٹ کیا ہے، ہم نے ٹراماسینٹر اور میں نے بارہاں پر کئی دفعہ بات کی ہے۔ مفسٹر صاحب نے پھر ایک کمیٹی بنائی ہے۔ ابھی کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے۔ ابھی نہیں بتایا جائے کہ اسکو start کرتے ہیں یا نہیں کرتے ہیں تو ہم یہ بلڈنگ اٹھا کے دوبارہ پی پی ایل والوں کو دے دیتے ہیں کہ جی ہم نالائق ہیں، ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔ میں ایم پی اے شپ کالائق نہیں ہوں کہ میں ایک ٹراماسینٹر کو سٹارٹ کر سکوں۔ کیونکہ ڈیپارٹمنٹ ہماری بات نہیں سن رہا ہے اور یہ ٹراماسینٹر دو سال سے تیار ہے۔

**جناب اپیکر:** صحیح ہے۔

**میر یونس عزیز زہری:** اُس کی پوٹھیں بھی announce ہو چکی ہیں، اُس کے equipments purchase ہو چکے ہیں۔ ابھی جب آپ نے جا کے شارٹ کیا تو short ہیں کچھ بھی نہیں ہے۔ ہم اس کو start نہیں کر سکتے ہیں۔ مجھے ایک صحیح بات بتا دیں، مجھے مفسٹر صاحب باور کر دیں کوئی ٹائم دے دیں” کہ ہم اس کو start کریں گے“، نہیں کریں گے پھر میں اپنا ایک لائچ عمل کروں گا اپنے لوگوں کے ساتھ، ہم تگ آپکے ہیں جناب اپیکر! اس کابینہ سے ہم تگ آپکے ہیں۔ اس کابینہ میں ہماری بات کوئی سننے والا نہیں ہے اس کان سے سننے ہیں دوسرے کان سے نکلاتے ہیں۔ اگر نہیں کرنا چاہتے ہیں تو یہ ہمیں بتا دیں تو ہم کوئی اور لائچ عمل کر لیں گے۔ میں بھیک مانگوں گا اسی اسمبلی کے سامنے۔ یہاں بھیک مانگوں گا کہ ہمیں ہیلٹھ کے لئے بھیک دے دیں۔ کیونکہ ہمارا ڈیپارٹمنٹ مفلوج ہو کر رہ گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہیلٹھ میں وہاں جو جھالا و ان میڈیکل کالج ہے، اسی میں آپ جا کے دیکھ لیں کہ مچھلی بازار بنا رہا ہے۔ ایک پرنسپل کو بھایا ہے مجھے اُس سے کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جو پرنسپل روانہ کر دیں۔ روزہ ہر تال ہے میں بند ہے۔ گاڑی میں پڑوں نہیں ہے کہ اپنے طلباء کو وہ وہاں تک پہنچا سکے۔ اور جو براحال ہے اگر وہ بتیں میں ادھر فلور پر نہیں کہہ سکتا ہوں کہ وہاں میڈیکل کالج کا حال ہے اگر آپ اس کا، میں آپ کے چیمیر میں آ کر آپ سے کہوں گا کہ جو حال آپ کے میڈیکل کالج کا بنا لیا ہوا ہے میرے خیال ہے اگر میڈیکل کالج کو بند کر دیں تو اس سے بہتر ہے۔ کل کوئی اور

جادشہ ہو جائے اُس سے بہتر ہے میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے خدا را آپ تھوڑی سی اس پر توجہ دے دیں کہ کیا ہے طلباء غلط ہیں، پیرا میڈ یکل غلط ہے یا پرنسپل غلط ہے جو بھی ہے ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جس کو بھی روانہ کروانا چاہتے ہیں وہ کر لیں لیکن جو حالات آپ دیکھ لیں ذرہ سن لیں۔ اگر چیز بہر میں یہ باتیں آپ سے میں کہوں تو ہمیں شرم آتی ہے یہ باتیں اگر ہم فلور پر کر لیں۔ یہ صورتحال ہے ہمارے ہیلائٹ کا میں منسٹر صاحب سے آپ کے توسط سے گزارش کرتا ہوں ہمیں بھیک مانگنے پر مجبور نہ کریں۔ ہمیں کوئی اور چیز پر مجبور نہ کریں۔

**جناب اسپیکر:** جی وہ جواب دیتے ہیں۔ جی احسان شاہ صاحب۔

**وزیر صحت:** شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ میر یونس عزیز زہری صاحب نے دونوں باتیں کی ہیں۔ ان کی دونوں باتیں بالکل بجا ہیں۔ اور اُس کے ذرما میں پیچھے بیک گراوڈ میں جاؤں گا۔ میر صاحب نے اپنے حلقة کے حوالے سے ٹرما سینٹر کے حوالے سے بات کی تھی۔ میں نے سیکرٹری ہیلائٹ صاحب کو، اب مجھے یاد نہیں ہے موجودہ ہیلائٹ سیکرٹری ہیلائٹ سیکرٹری تھا یا پہلے والا تھے ہیلائٹ کے سیکرٹری سے بات کرنے کے بعد میر صاحب کو مطلع کیا تھا کہ میری بات ہو گئی ہے وہاں شاید ایک الیٹوی آرہا تھا کہ وہاں میڈ یکل کے لئے میڈیسین کے لئے فنڈ کہاں سے آئیگا، یہ کوئی، میں نے کہا آپ ایک دفعہ یہ DHO سے یا MS کے quota سے کچھ دوائیاں دیکر انکو شارت کر لیں۔ یہ میں نے احکامات زبانی دیتے تھے۔ لیکن میر صاحب کی بات درست ہے۔ اب میں officially اپنے آفس سے ان کو لیٹر بھی لکھوں گا اور میر صاحب کو کاپی دوں گا تاکہ کل وہ کہیں پر جائیں تو کم از کم ان کے پاس منسٹر آفس سے کوئی ثبوت ہو۔ ابھی مجھے موقع دیں تاکہ میں officially ان کو لکھوں۔ لیکن زبانی میں نے بتایا اور میر صاحب کو اطلاع بھی دی ہے۔ دوسری بات جناب والا! میڈ یکل کا لج کی ہے۔ میڈ یکل کا لج میں آئے دن ہڑتاں ہوتی ہے۔ میں نے جب وجہ معلوم کی، پرنسپل کو ایک دفعہ بلا یا تھا ان سے پوچھا میں نے کہ بار بار ہڑتاں کیوں ہوتی ہے؟ اور اسٹوڈنٹس کیوں آپ سے ناراض ہیں؟ مطلب ادارے سے ناراض کیوں ہیں؟ تو ان کا کہنا یہ تھا کہ سری یا اسٹوڈنٹس چاہتے ہیں کہ ہم میڈ یکل کا لج کو اپنی مرضی کے مطابق چلا کیں۔ میں نے کہا کہ دیکھیں ایسا تو نہیں ہوتا تعاون تو دونوں طرف سے ہو گا ادارہ بھی تعاون کرے، بنجے بھی ادارے کے ساتھ تعاون کریں۔ ایک بات جو سامنے آئی وہ تھی کہ یہ چاہتے ہیں کہ Attendedence نہ ہوں، ہماری حاضریاں لازمی نہ ہوں۔ اور ہمیں Treat As a Regular Students کیا جائے۔ میں نے کہا یہ تو نہیں ہوتا، ہر ادارے کا اپنا معیار ہے، کہیں پر تھیں پر سفت، کہیں پر نہیں پر سفت۔ لیکن میرا خیال ہے پاکستان میں کہیں بھی تھیں پر سفت سے کم حاضری پر، پھر اس استوڈنٹ کو exam میں appear نہیں ہونے دیتے۔ یہ 1997ء میں جب خصدار انجینئرنگ کالج تھا، تو اُس وقت ہماری لی این نی کے لی ایس او کا ونگ تھا ہمارا ایک سٹوڈنٹس ونگ تھا وہاں بھی ہمیں بھی

مسئلہ سامنے آیا۔ آخر وہ شاید اُس وقت پچاس فیصد تھا، کم کر کے چالیس پر لے آئے۔ پھر بھی بہت سارے اسٹوڈنٹس نہیں آ رہے تھے، کم کر کر کے ہم شاید بیس تک آگئے تھے۔ ایک فناش اکیڈمک ایئر میں، اُس کے باوجود، میں نے کہا پھر تو بھی ہے آپ لوگوں کو کہیں پڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ایڈمیشن لے لیتے ہیں گھر جا کے بیٹھ جاتے ہیں ڈگری ہمیں گھر ڈاک پر بھیج دو۔ تو مجھے اب صحیح نہیں پتہ یہاں مسئلہ کیا ہے لیکن جو مجھے پرپل نے بتایا۔ وہ یہ بتایا ہے کل کی بات ہے کل ڈی سی خپدار نے مجھے فون کیا اسی مسئلے پر۔ میں نے کہا ٹھیک ہے ڈی سی صاحب وہ انکے نمائندے جو اسٹوڈنٹس کے ہیں وہ بھی آ جائیں کچھ تین چار جو ہیں اور پرپل بھی آ جائے گا۔ اور آپ ڈی سی خود بھی آ جائیں۔ اور میر صاحب چونکہ وہاں نمائندہ ہے تو اُس میں میر صاحب کو، پرسوں شاید میں انکو بالا لوں۔ تو میر صاحب بھی وہاں آ جائیں پھر اسٹوڈنٹس اور پرپل یا انتظامیہ کے مابین جو جائز چیزیں ہیں وہ ہوں گی۔ پھر ان کا ذمہ دار ڈی سی ہے کہ پھر کسی کو اپنے ایگرینٹ سے مگر نہ نہ دیں۔ تو یہ اس کا بیک گرا اونڈھاتا تو میں نے کہا کہ میر صاحب اور اس ہاؤس کی خدمت میں گزارش کروں۔ شکریہ جناب اپسیکر۔

**جناب اپسیکر:** احسان شاہ صاحب۔ نہیں نہیں، پہلے اس ایشوکو سیٹل کرتے ہیں ناٹرال اسینٹر کے بارے میں علیحدہ کریں اور اُس کو علیحدہ کریں نا۔ آپ اپنے جھالا وان میڈی یکل کالج کو۔ ناٹرال اسینٹر تو میں روڈ پر ہے ان سے وہاں جو ایکسٹریم ہوتے ہیں، تو اسکو تو activate کریں نا۔

**وزیر صحت:** جی سر! میں نے اپنے طور پر دونوں کی گزارشات کیں۔ پہلے میں نے ناٹرال اسینٹر کا حوالہ دیا کہ میں نے زبانی احکامات دیئے تھے، میر صاحب کو بتا بھی دیا تھا لیکن میڈیسین کا مسئلہ آگیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ میڈیسین آپ ڈی ایچ او سے یا ایم ایس کے کچھ میڈیسین لیکر انکو دے دیں تاکہ شارت ہو جائے بعد میں انشاء اللہ الگ سال ہم ان کے لئے میڈیسین رکھ دیں گے۔ لیکن یہ کیوں نہیں ہوا مجھے آج میر صاحب دوبارہ ان کا گلہ اور یہ بجا گلہ کر رہے ہیں۔ دوسرا میں نے جواب دیا میڈی یکل کالج کا۔

**جناب اپسیکر:** جی ہاں آپ کلیئر کر دیں۔

**میر یونس عزیز زہری:** جی مسٹر صاحب نے بالکل کہا تھا کہ ہم اس کو start کریں گے۔ جب وہاں ہم پہنچ تو انکے جتنے equipments تھے ساڑھے بارہ کروڑ روپے کے وہ انہوں نے کسی اور ہسپتال کو دے دیے۔ ابھی وہاں پرانے equipments نہیں پڑے ہوئے ہیں۔ دوائیوں کا بالکل انہوں نے کہا کہ ہم سب مل کے اسکو چلا کیں گے۔ میں بھی اسکے لئے اپنے سے بھی پیسے دوں گا، کسی طرح ہم اس ناٹرال اسینٹر کو کیونکہ میں روڈ پر ہے ایک ایکسٹریم ہوتا ہے جناب اپسیکر! تو چالیس چالیس بندے ایک کوچ میں ہوتے ہیں، ہم ان کو کس طرح treat کر لیں۔

ہمیں پتہ ہے، پھر شرمندگی، بخدا ہمیں شرمندگی پھر ہمیں لوگوں کی اتنی باتیں سننا پڑتی ہیں کہ ایک مریض کو ہم treat نہیں کر سکتے ہیں۔ اور ہم وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اتنی شرمندگی جو مجھے ہو رہی ہے وہاں پر میرے خیال میں کسی اور کوئی نہیں ہوگی۔ تو اس کے equipments کا میں منظر صاحب سے کروں گا کہ اس پر آپ پوچھ لیں کہ ان کو آپ لوگوں نے کہ دردے دیا؟ کیوں دے دیا ہے؟ اور وہ لیٹر بھی میرے پاس پڑا ہوا ہے جو سابقہ سیکرٹری تھا اُس نے لکھ کر دے دیا ہے کہ جی یہ ڈی ایچ کیو ہسپتال کو دے دیں۔ کہ ایک ٹیم آرہی ہے اسکو دکھانا ہے کیا کرنا ہے، کیا نہیں کرنا ہے، کوئی اپنا وہ کر کے کہ جی میڈیکل کالج کے لئے اس کو دے دیں۔ تو اس میں پتہ نہیں کیا ہو گا۔ ابھی ہمارے پاس کوئی چار پانچ بیٹیز پڑے ہوئے ہیں اور کچھ بھی نہیں ہیں۔ تو مہربانی کر کے یا تو ہمارے equipments ہمیں پورے کر کے دے دیں ہم پھر بھیک مانگ کے جیسے بھی کر کے ہم اس ٹرامسینٹر کو چلائیں گے۔ ہم پی پی ایل سے دوسروں سے پیسے لیکر اسکو چلائیں گے۔

**جناب اپیکر:** ٹھیک ہے آپ نے ذکر کر لیا ہے۔ احسان شاہ صاحب! اسمیں تھوڑا پتہ کریں نا۔ مجھے ان دروں خانہ یہ بھی پتہ ہے آپ کے اور سیکرٹری ہیلتھ کے تعلقات کہاں پہنچ ہیں، یہ بھی ذرا بتا دیں۔ کیا کریں ابھی۔

**وزیر صحت:** نہیں نہیں سر! ایسی بات نہیں ہے۔

**جناب اپیکر:** اچھا! پھر تو خیر ہے پھر تو کام ہونا چاہیے۔

**وزیر صحت:** سیکرٹری ہیلتھ اور گورنمنٹ کے تعلقات، ظاہر ہے سرکاری آفیسر ہوتے ہیں وہ ماتحت ہوتے ہیں۔

**جناب اپیکر:** اچھا! اس سے پہلے میں آپ کو بھاتا ہوں۔ زا بد صاحب! وہ پرانی جو آپ نے بات کی تھی بارڈر ریڈ کی۔ وہ مہربانی کر کے اس کی تیاری کریں۔ پچھلے دونوں آپ نے پریس کانفرنس دیکھی تھی اپنا نوید قمر صاحب کی؟ بارڈر ریڈ کی اجازت ہو گی۔ ڈالر ہے نہیں، وہ تو ڈالر کی بات ہی نہیں ہے ہمارے بارڈر ایریا میں تو اس کو ہم pursue کرتے ہیں اُس لیوں پر اور اپر سے جو ہدایت نامہ آئے گا، یہ کلکٹر پھر فیصلہ کرے گا، اپنے لیوں پر یہ کلکٹر کچھ نہیں کر سکے گا۔

**میر محمد عارف محمد حسni:** سر! اُس حوالے سے جو ہماری پرانی کمیٹی تھی بارڈر کے حوالے سے، میں زا بد صاحب، شنا صاحب، وہ پھر فکاشتمل کر لیں نا، یہاں اسمبلی نے بنائی تھی۔ آپ کو یاد ہے پرانی ایک کمیٹی بنائی تھی۔

**میر زا بد علی ریکی:** اسمبلی میں باقاعدہ جناب اپیکر صاحب! رخشن ڈویژن میں چار۔

**جناب اپیکر:** چار ہیں ہمارے بارڈر ز۔ سارا جو بھی بلوچستان کا بارڈر ہے ناں افغانستان کے ساتھ ایران کے ساتھ۔

**میر محمد عارف محمد حسni:** جان صاحب! رخشن ڈویژن کی ایک کمیٹی تھی، وہ اگر آپ دیکھ لیں۔

**جناب اپیکر:** یہ ذرا اس پر مینگ بلا لیں۔ نہیں وہ یہ ڈی ایف ختم ہو گیا ہے اُس کو activate کر دیتے ہیں

with the permission of the House.

**میر محمد عارف محمد حسni:**

کر لیں اور اُسکی ایک مینگ بیہاں کوئی میں کروادیں۔

**جناب اپیکر:** ہاں تحریک بنائے نا اُس کو reactivate کر دیتے ہیں۔

**میر محمد عارف محمد حسni:** ہاں وہ کروالیں۔

**جناب نصر اللہ خان زیری:** جناب اپیکر! اگر سیمیں آپ چمن، بادینی اور قردریں، اس کو بھی شامل کریں کیونکہ بہت بڑے گیٹ وے ہے، اس کو بھی کر دیں ہمیں بھی اس میں ڈال دیں ہر ایک ساختی۔

**جناب اپیکر:** جی جی بالکل۔ اصل میں ہمارے بلوچستان کے لوگوں کا تو اور کوئی ذریعہ ہے نہیں، یہ بارڈر کا علاقہ ہے۔

**جناب نصر اللہ خان زیری:** یہ کر دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔ دوسرا منشہ ہیلٹھ صاحب سے میری دست بستہ گزارش ہے میں نے بارہا منسٹر صاحب سے request کی ہے اُنکے آفس بھی میں گیا ہوں۔ میرے حلقة انتخاب میں جناب اپیکر! پچھلے دور میں ہم نے وہاں نوبیک ہیلٹھ یونیٹس بنائے ہیں اور پھر بڑی اُنکے بعد تکالیف کے بعد فناں سے اُنکی پوٹھیں منظور ہوئیں۔ ایڈنٹری یو منظوری بھی آگئی بجٹ بک میں بھی یہ پوٹھیں آگئیں۔ تو ہونا یہ چاہیئے تھا کہ یہ تمام نوبیک ہیلٹھ یونیٹس جو تھے وہ فعال ہوتے۔ لیکن بدقتی سے اب تک وہ جو پوٹھیں منظور ہوئی ہیں ڈاکٹرز کی میل فیمیل اور میڈیکل ٹینکنیشن کی باقی جو پوٹھیں ہوتی ہیں ٹیکنیکل اور اب تک ان میں appointments نہیں ہوئی ہیں نہ وہ فعال ہیں سرکار کا پیسہ لگا ہے عوامی خزانے سے کروڑوں روپے لگ گئے ہیں لوگوں کی خواہش ہے اس تمام علاقے میں میرے حلقة انتخاب ایسٹرن بائی پاس میں، بھوسہ کا لونی، وہاں فقیر آباد، بڑی آباد، غلجی کا لونی، ایک بیک ہیلٹھ یونیٹ نہیں ہے۔ تو میری ریکوئیٹ ہے ایک بار پھر منسٹر صاحب سے کہ وہ ان کی جو پوٹھیں ہیں کم از کم ان کو آپ فعال کر دیں ان تمام کو ایک خصوصی کمیٹی بنالیں سیکرٹری، ڈی جی صاحب، ڈی ایچ او صاحب، تاکہ وہ visit کر سکیں انہوں نے handover بھی کیا ہے تی اینڈ ڈبلیو نے، صرف وہاں پر اسکو stop کرانا ہے یہ میری request ہے۔

**جناب اپیکر:** ایک بولیں باری باری بولیں۔ عارف جان کے بعد پھر شکلیہ بی بی ہیں۔ جی۔

**میر عارف جان محمد حسni:** میں نے صرف اسی حوالے سے ایک request کرنی ہے، اسے کیا اجلاس میرے خیال میں دو دن بعد ہے، انہوں نے contract پر ڈاکٹروں کی appointment کیتے ہیں ہیلٹھ ڈیپارٹمنٹ نے، مہربانی کر کے ان کو بتا دیا جائے through Assembly کہ ان کو بتانا چاہتے ہیں کہ جتنے بھی آرڈر کیتے ہیں اگلی اسمبلی کے اجلاس میں ان کی ایک copy ہمیں دے دیں کہ کن کن علاقوں میں کن کن ضلعوں میں آپ نے آرڈر کیتے ہیں

contract پڑا کرولے کے۔

**جناب اسپیکر:** شکلیہ بی بی! آپ بھی اسی سلسلے میں بات کریں گی۔

**محترمہ شکلیہ نوید ہوار:** جناب اسپیکر! میرے بیہاں دو points ہیں، جناب اسپیکر! میں آج ماہ بلوج کی ضرور بات کروں گی۔

**جناب اسپیکر:** اس کو علیحدہ کریں ناں پہلے ہیئت کے matter پر بات کریں۔

**محترمہ شکلیہ نوید ہوار:** آتے ہوئے اُس کی ایک ویڈیو سامنے آئی، صرف میں اُسی سے مسلک کروں گی کہ بالآخر CTD نے اُس کو ڈیشٹرکٹ دنیا بات کرنے میں ایک بیان، ایک suit matching lipstick اور matching suit کے ساتھ ایک ریکارڈ جاری کروادیا ہے کہ وہ ڈیشٹرکٹ ہیں اور وہ ملوث ہیں۔

جناب اسپیکر! ہم بلوچستان میں پتہ نہیں کس نیجی کی طرف جا رہے ہیں۔ اسی طرح میرا دوسرا جو related ہے وہ ہیئت سے ہی ہے۔ بیہاں منشی صاحب بیٹھے ہیں۔ جناب اسپیکر! بلوچستان ایک تعلیم کے حوالے سے پچھے ہے، اُس کے علاوہ جو لوگ ہمارے struggle کر کے آتے ہیں ایک جگہ پر پہنچتے ہیں اُس کے بعد ہمارے ہاں ایک pulling leg والا، ایک lobbying والا جو سسٹم start ہوتا ہے۔ اس وقت جناب منشی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے پورے hospitals میں صرف ایک خاتون MS تھی، فاطمہ جناح ہسپتال کوئی کی۔ اُس خاتون کو اُس job پر ہوتے ہوئے ڈاکٹر طاہرہ کمال کی میں بات کر رہی ہوں، اُس کو staff سے بھی ہر اس کو روایا گیا، گاہے بگاہے یعنی اُس کو چھ مہینے بھی serve کرنے نہیں دیا گیا، اور آج اُس کو دوبارہ اپنے ڈیپارٹمنٹ میں رپورٹ کرنے کو کہا گیا ہے۔ جناب اسپیکر! وہ بلوچستان میں واحد خاتون جو ایک 20 گریڈ پر آئی، ایک اس سے پہلے ہمارے ایک سیکرٹری خاتون تھی اُس کو بھی اسی طرح ہٹا کے گھر پر بٹھا دیا گیا۔ اب یہ ہماری خاتون ہے جو serve بھی کر رہی ہے، organizations بھی لا رہی ہے اُن کے ساتھ بھی intact ہے۔ لیکن ہمارے ہاں پتہ نہیں کس طرف جاتی ہے کہ ہم کسی خاتون کو برداشت ہی نہیں کر پاتے۔ ایک طرف تو ہم ڈیشٹرکٹ ہو گئے اُس کے بعد جب ہم تعلیم حاصل کر کے ایک جگہ پر آتے ہیں اُس کے بعد ہمیں یہی lobbyings اور یہی چیزیں نہیں چھوڑتیں، تو منشی صاحب بیہاں بیٹھے ہوئے ہیں kindly یہ آپ کی جواپی ایم ایس ہے فاطمہ جناح انٹریو ٹکی، جس کو اب میں سابقہ بیچاری کھوں گی کیونکہ آج انکو orders میں کہا گیا ہے کہ report to parent department تو kindly جناب! آپ اس کو دیکھ لیں کہ ایک واحد خاتون پورے بلوچستان میں 20 گریڈ کی ڈاکٹر ہے وہ اس جگہ پر آئی ہے تو اُس کو ہٹانا سمجھ سے بالاتر ہے۔

جناب اپسیکر! صرف گوش گزار کرنا تھا کیونکہ منش صاحب مجھے یہیں پر ملیں otherwise میں کوئی اور platform کر کے ان کے پاس جاسکتی تھی، ان کے پاس گئی لیکن ملنہیں تو آج خوش قسمتی سے یہیں ملے ہیں تو میں اپنی کم از کم بات اُن تک پہنچادوں - thank you

جناب اپسیکر: جی جی۔ احسان شاہ صاحب! آسان طریقہ یہ ہے عارف جان صاحب اور بی بی کو آپ اپنے چیمبر میں بُلا لیں یہ جو انکے معروضات ہیں، سامنے رکھیں، اُسی میں ان کی proceeding کریں۔ کیونکہ یہ چیزیں ہیں - suddenly

وزیر صحت: جناب اپسیکر! جیسے آپ کا حکم ہو لیکن میں اگر یہ جو دو مسئلے اٹھائے تھے عارف جان صاحب اور محترمہ نے، اُنکے لیے گزارش یہ ہے کہ فاطمہ، پہلے میں عارف صاحب کے سوال کا جواب دوں، وہ ڈاکٹر بہت سارے دوستوں کو اور ہمیں کمی کا سامنا تھا ڈاکٹروں کے مختلف ایریا ز میں، سراب ہم نے کنٹریکٹ پر تو ڈاکٹر کھلے ہیں لیکن وجہ ان کی کرکھنے کی یہ تھی کہ دُور دراز علاقوں میں ڈاکٹروں کی کمی تھی۔ اب جب سے یہ appointments orders ہو گئے، contract basis پر ہم نے رکھ لیے ہیں تو یقین مانیے کہ اتنی سفارشیں سیکرٹری کے پاس، میرے آفس میں، دوسرے دوستوں کی، تمام ڈاکٹرز یا تو کوئی میں لگانا چاہتے ہیں یا جب میں لگانا چاہتے ہیں۔ یہ کنٹریکٹ والے بھی تو میں نے کہا کہ نہیں یہ دو چکھوں پر ہمیں ڈاکٹروں کی کمی کا سامنا نہیں ہے بلکہ ڈاکٹر ز زیادہ ہیں کوئی میں بھی زیادہ ہیں اور جب میں بھی۔ اگر کسی نے اس کنٹریکٹ کے مطابق نوکری کرنی ہے تو اُس کو جہاں ہیلائھ ڈیپارٹمنٹ کہے گا ان کو اُس ڈسٹرکٹوں میں وہاں جانا ہوگا۔ تو میری تمام اسمبلی سے تمام دوستوں سے میری گزارش ہے کہ اس میں تھوڑا اساز راجح مجھے موقع دیں تاکہ میں ان علاقوں میں جہاں کمی ہے ڈاکٹروں کی، وہاں ڈاکٹر بھیج دوں۔ دوسراہ گیا سوال عارف محمد حسنی صاحب کا ”کہ ان کی لست دی جائے“ تو لست جناب والا! اُس کا تو ایک طریقہ کار آپ کی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا۔

جناب اپسیکر: جی question ڈالا جاتا ہے۔

وزیر صحت: ایک طریقہ کار آپ کی اسمبلی کے قواعد و انصباط میں موجود ہے۔ question آجائے گا میں خلوص دل کے ساتھ اسی فلور پر لے آؤں گا۔ لیکن ان کو اگر ذاتی طور پر چاہیے ہو تو میں ان کو مہیا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن ایسا طریقہ کا نہیں ہوتا کہ ایک مبرأٹ کر کے کہ آپ نے یہ کیا اور کل آپ اسمبلی میں ۔۔۔

جناب اپسیکر: نہیں نہیں question ڈالا جاتا ہے۔

وزیر صحت: لیکن انکو چاہیے میں ان کو دے دیتا ہوں۔ اور دوسری جناب گزارش یہ ہے کہ شکلیہ صاحبہ نے ڈاکٹر ہماری طاہرہ صاحبہ کی بات کی۔ طاہرہ صاحبہ کو ہم نے لگایا تھا، لیکن جناب والا! مجھے ایک منٹ کی اجازت دیں تو میں گزارش کروں

کہ یہاں ہمارے پانچ ادارے ہیں ہیلٹھ کے، اور ان پانچ میں سے جو اچھے ادارے ہیں، وہ ڈھائی ہیں۔ ڈھائی میں اس لیے کہوں کہ ایک CHQ ہے جو کہ بہت بہترین ہے، صفائی کے لحاظ سے لے کر اور کل میں نے اسکا visit بھی کیا ہے، بلوچستان کے حوالے سے اس کا بڑا standard ہبہ اچھا ہے بہت اعلیٰ ہے اسی حوالے سے ایک یہ جو فاطمہ جناح انسٹیٹیوٹ ہے یہ جناب والا! اسکی بہت ہی اعلیٰ اور عمدہ قسم کی کارکردگی ہے تیرا اگر میں کہوں تو بینظیر شہید ہپتال ہے ہزارہ ٹاؤن میں وہ 100% صحیح لیکن اسکو ہم 70 یا 60% صحیح کہہ سکتے ہیں۔ جو ہمیں مسائل پیدا ہو رہے ہیں وہ سول ہپتال میں اور بی ایم سی میں ہیں میں آج صحیح جتنے ہمارے وہاں افسران یا ڈاکٹرز جو administration side کے تھے وہ موجود تھے، ان کو میں اپنی تین بنا کر آیا ہوں کہ جس نے رہنا ہے تو وہ کم از کم اپنے ادارے میں بہتری لے آئے۔ لیکن یہ جو طاہرہ صاحب کی بات ہے وہاں میں نے دیکھا کہ وہ ایک ادارہ، اس کو لگایا بھی ہم نے تھا۔ لیکن اس ادارے کی نوعیت دیکھیں کہ میں ایسا نہ ہو کہ یہ ادارہ بھی ڈاکٹروں کے جھگڑوں کی وجہ سے یہ بھی رہ نہ جائے۔ تو مجھے آپ موقع دیں شکلیہ صاحب! میں انشاء اللہ تعالیٰ ڈاکٹر طاہرہ صاحب کو ہمیں adjust کر لیتا ہوں۔ لیکن مجھے ادارے کا خیال تھا۔ اور ڈاکٹر طاہرہ صاحب سے بات کر کے تب میں نے اس کے order کیئے ہیں۔ میں نے ایسا نہیں کہ اسکو گانے والا بھی میں تھا۔ لیکن اس سے بات کی پھرتب نکلا۔ تو ادارے کو زور دیکھتے ہوئے پھر اس پر فیصلہ لیتے ہیں۔ لیکن وہ بغیر پوسٹ کے نہیں اسکو ہمیں لگادیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ زیرے صاحب نے سر اگر ارش کی اُن کی بات درست ہے وہ میرے پاس تین چار دفعہ آئے اور جو ہیلٹھ ڈیپارٹمنٹ میں یا باقی حکاموں میں بھی جو جناب والا! وہاں طریقہ کار ہے provincial appointment کا، divisional level کی ایک کمیٹی ہے، ڈسٹرکٹ لیوں کی ایک کمیٹی ہے، level کی ایک اور کمیٹی ہے۔ اور چوتھی کمیٹی ہے جناب والا! جو جتنے appointment tiers ہیں یہ appointment کے طریقہ کار ہے۔ تو میں نے کوشش کی زیرے صاحب کی بات درست ہے وہ میرے پاس آئے تھے اور میں نے اُن سے کہا بھی تھا کہ ٹھیک ہے میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔ لیکن ابھی تک میں کامیاب نہیں ہوا جو bureaucratic channels ہیں، کبھی کمیٹی والا جو ہے وہ کچھ کہہ دے دیتا ہے، کبھی افسر کچھ کہہ دیتا ہے، کبھی کوئی کچھ کہہ دیتا ہے۔ تو اس لیے زراد بھی بحال کر پھر اُپر سے کوڑ بھی ہیں، اُپر سے اور ادارے بھی ہیں دیکھنے والے۔ تو میری کوشش ہو گی تمام نہیں تو کچھ ان کے انشاء اللہ تعالیٰ اسی دور میں کچھ نہ کچھ تو ان کو ضرور انشاء اللہ اس کے BHUs فعال ہوں گے۔

**جناب اپنیکر:** thank you جسی۔ ابھی کوئی رکن اسمبلی وہ تحریک پیش کریں۔ زبد کدھر چلا گیا؟ تو یہ motion اُنہی کے لیے لانی ہے مارڈ کے MPAs کے لیے۔ زیرے صاحب! تحریک پیش کریں۔ وہ تحریک بھی ساتھ لے کر

باہر نکل گئے ہیں۔ ایسا نہیں ساری اسمبلی کو بھی ساتھ لے جائیں۔ کسی کو بھی جیسے انکو بلایں، اُتنی دیر میں ملک سکندر صاحب آپ۔

**ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ (قائد حزب اختلاف):** جناب اپیکر! کوئی کسی کے ساتھ ایک بڑا الیہ ہے، بڑی بے انصافی ہے۔ باہر کے اضلاع سے ایسا ہوتا ہے کہ لوگ کسی طریقے پر آپ کو کوئی ٹرانسفر کروالیتے ہیں۔ اور بعد میں اپنی services کو یہاں permanent کر دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی کے لوگوں کیلئے جو seat خالی ہوتی ہے وہ باہر کے اضلاع سے پُر ہو جاتی ہے اور باہر کے اضلاع میں وہ seat خالی ہو جاتی ہے وہ double فائدہ لے لیتے ہیں۔ اور کوئی کے لوگ محروم رہ جاتے ہیں۔ کوئی میں نو MPA ہیں، اگر ایک ایم پی اے کے ایمیں سے دس دس لوگوں کی کٹوتی ہو جائے تو نوے لوگوں کی کٹوتی، اس طرح ضلع کوئی کو بہت بڑا نقصان ہے۔ تو میری اس میں گزارش ہے کہ سیکرٹری S&GAD کو آپ ایک ruling دیں کہ وہ ایک کمیٹی بنائیں پچھلے دس سال میں جتنے لوگ یہاں آئے ہیں مختلف پوسٹوں پر، ایک تو یہ جزر ٹرانسفر ہوتا ہے، پھر وہ دوسری جگہ چلے جاتے ہیں اسکا نہیں، جو یہاں آکر permanent absorb ہو جاتے ہیں اُس کے بارے میں یہ فیصلہ ہو جائے کہ دس سال کے اندر جتنے بھی کوئی میں باہر سے لوگ یہاں آکر job permanent کیلئے بیٹھے ہوئے ہیں اُن سب کو اپنے علاقوں میں بھیجا جائے۔ اور یہ جو خالی سیٹیں ہیں ان پر کوئی کے لوگوں کو appointment کا موقع دیا جائے۔ جناب اپیکر صاحب! منظر ہیلٹھ صاحب تشریف فرمائیں ہیں یہاں انکا ایک شعبہ ہے PPHI کے ملازمین ابھی تک کنٹریکٹ پر ہیں اُنکی regularization کیلئے یہ جتن کر رہے ہیں کافی عرصے سے۔ حال ہی میں انہوں نے ایک درخواست دی تھی سی ایم صاحب کو۔ اور نومبر 2022ء میں سی ایم صاحب نے directives issue کئے ہیں کہ ایک سری بنائی جائے سیکرٹری ہیلٹھ سے کہا گیا ہے کہ سیکرٹری ایک سری perusal of CM کیلئے بھیجا جائے تاکہ اُنکے regular کرنے کیلئے کوئی فیصلہ کیا جائے۔ لیکن اب جناب نومبر 2022ء سے یہ سری ابھی تک سی ایم صاحب کے پاس نہیں گئی ہے۔ تو میں جناب کے توسط سے منظر صاحب سے گزارش کروں گا کہ PPHI کے ملازمین، اب ملازم جب ایک دفعہ آجائے ہیں بعد میں اُنکی age بھی ختم ہو جاتی ہے اور contract پر اگر دس سال تک رہیں پانچ سال تک رہیں پندرہ سال تک رہیں پھر کسی اور جگہ ملازمت بھی نہیں کر سکتے ہیں، دُنیا کا کوئی دوسرا کام بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ اس طرح اگر وہ ان services سے بھی محروم ہو جائیں تو پھر فاقوں کے سوا اُنکے لئے کوئی راستہ نہیں ہوتا ہے۔ تیسرا جناب! جو میری گزارش ہے کہ یہاں veterinary ڈاکٹر زہر سال بیلہ یونیورسٹی سے بھی اور پاکستان کے مختلف کالجیں میں انکو جو سیٹیں ملتی ہیں چامشور میں KP میں، ملک کے مختلف دوسرے حصوں میں veterinary ڈاکٹر ز جا کے پڑھتے ہیں اور وہاں

سے فارغ ہو کرتے ہیں تو ان کیلئے طریقہ کار نہیں یہاں نہ ائک لئے پوٹھیں create ہوتی ہیں نہ انکی سروں کا کوئی خیال رکھا جاتا ہے۔ حال ہی میں 300 پوٹھوں کی suggestion department دی ہے department کے پاس ہیں یا تو یہ کیا جائے کہ اس شعبہ کو ہی بند کیا جائے animal finance department husbandry کا یہ پورا شعبہ اس کو بند کیا جائے تاکہ نہ ڈاکٹر ز آئیں، نہ انکی appointments کی کوئی ضرورت پڑی۔ یا پھر یہ کہ جب ایک یونیورسٹی اس کیلئے بنی ہوئی ہے بلوچستان میں اور دوسرے صوبوں میں اس کا کوٹھ ہے بلوچستان کے لڑکوں کا وہ جا کر محنت کرتے ہیں، لگھ بار چھوڑ کے اپنی تعلیم مکمل کرتے ہیں اور اس کے بعد آ کے پھر ڈگری ہاتھ میں لیے، انکے لئے کوئی مستقبل نہیں ہوتا ہے تو اس طریقے سے اونکے ساتھ نا انصافی ہے۔ میری گزارش ہے کہ جو 300 پوٹھیں ہیں یہ آپ کے توسط سے میں گزارش کروں گا کہ finance department سے کہا جائے کہ یہ 300 پوٹھیں تو فی الحال فوری طور پر منظور کی جائیں، اور آئندہ کیلئے ایسے رکھا جائے کہ انکا کوٹھ چاہیے ویٹزی ڈاکٹرز ہیں انکا کوٹھ رکھا جائے تاکہ وہ وہاں سے وہ لڑکے فارغ ہو کر آئیں تو پھر انکی job کا بھی ایک سلسلہ بنے۔

**جناب اپیکر:** یا آپ animal husbandry کے حوالے سے بات کر رہے ہیں؟  
**قاائد حزب اختلاف:** جی ہاں animal husbandry۔

**جناب اپیکر:** آپ تین باتیں کر گئے ہیں ایک تو officers آجاتے ہیں کوئی کے حوالے۔

**قاائد حزب اختلاف:** جناب! ایک PPHI کے ملازمین کو regular کرنا ہے اور تیسرا یہ کہ ہے ویٹزی ڈاکٹرز کے مستقبل کا خیال رکھیں۔

**جناب اپیکر:** کیا بنے گا۔

**قاائد حزب اختلاف:** thank you جی۔

**جناب اپیکر:** اس وقت تو۔

**جناب نور محمد ذمہر (سینئر وزیر مواصلات و تعمیرات):** point of order جناب اپیکر!

**جناب اپیکر:** جی جی نور محمد صاحب۔

**وزیر مواصلات و تعمیرات:** میں بہت وقت سے یہاں بیٹھا تھا میں نے کہا شاید آپ مجھے اجازت دے دیں گے۔ اجازت ہے؟

**جناب اپیکر:** جی جی please Ministers کو ہاؤس میں سُننا ہوتا ہے MPA کی باتیں سننی ہوتی ہیں۔

**وزیر مواصلات و تعمیرات:** جناب اپیکر! شکریہ مہربانی۔ یہاں دوستوں نے ہر ایک نے اتنے اتنے مطالبات اور

اپنے اپنے خدشات اور اپنے اپنے گلے شکوے لوگوں سے کرد ہے ایک دوسرے سے، میں تو کہتا ہوں کہ یہ چھوٹے موٹے مسائل ہیں یہ **colleagues** اپنے دفاتر میں ۔۔۔

**جناب اسپیکر:** جارج!، نور محمد مرزا صاحب کچھ کہہ رہے ہیں ادھر بھی دھیان دیں۔

**وزیر مواصلات و تعمیرات:** چلیں وہ شاہ صاحب والے اُس میں تھوڑا سا اگر سن لیں تو بہتر ہے میں نے تو ان کا سُن لیا۔ تو یہ چھوٹے موٹے مسائل **colleagues** اپنے دفاتر میں اور سیکریٹریٹ time میں یہ حل کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے کے پاس جا کے میرے خیال میں اسمبلی فورم پر کچھ تھوڑی سی قوی issues پر بھی بات کرنی چاہیے اور یہ ایک ایسے فورم ہے کہ یہاں پوری دُنیا اس کی لا نیوڈ یکھ رہی ہے اور ہم ایک چھوٹے موٹے مسائل میں الجھے ہوئے ہیں۔ **جناب اسپیکر!** سب سے پہلے تو میں جو برکی صاحب اور انکے ساتھیوں کی جو شہادت ہوئی ہے میں انکو strongly condemn کرتا ہوں۔ اور میں انکو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے میں دعا گوں ہوں کہ اللہ تعالیٰ انکو اور انکے ساتھیوں کو جنت الفردوس میں جگہ دے ہمارے اور ہماری فورسز کے جو دشمن ہیں، اللہ تعالیٰ انکو خوار اور انکو نیست و نابود کر دے۔ کیونکہ جس طرح آپ نے کہا کہ یہ in line duty پر یہ شہید ہوئے ہیں۔ یقیناً یہ ملک کے دفاع اور اپنے عوام کی خدمت کیلئے نکلے تھے اپنے ایک مشن پر اور دشمنوں نے انکو target کیا تو یقیناً یہ ہماری فورسز کے دشمن نہیں ہمارے ملک کے دشمن ہیں اور ہمارے سماج کے دشمن ہیں اور ہمارے پاکستان کے دشمن ہیں۔ تو یہ صرف ان لوگوں کے گھروں پر غم نہیں ہے یہ پوری پاکستان میں ایک ماتم ہونا چاہیے اور منانا چاہیے۔

**جناب اسپیکر!** میں ساتھ ساتھ آج کل جو کہ media پر ایک trial چل رہا ہے ہماری فورسز اور ہمارے عدیلیہ کے خلاف اور پاکستان میں آج کل جو سیاسی صورتحال ہے تو اس کی طرف تھوڑا سا میں ان پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ **جناب اسپیکر!** کچھ دنوں سے شاید آپ سارے لوگوں کے علم میں ہو گا کہ ہماری افواج پاکستان کے خلاف اور چیف آف آرمی اسٹاف کے خلاف موجودہ sitting جو چیف آف آرمی اسٹاف ہے اور ہمارے intelligence اداروں کے خلاف جو کہ ہیروں ملک سے لوگ وہاں بیٹھ کے ایک منظم منصوبے کے تحت اور ایک سازش کے تحت، میں تو انہیں foreign funded لوگ کہتا ہوں اور بلکہ foreign paid ہیں یہ جو کہ اپنے ہی اداروں کے خلاف اور اپنی ہی فورسز کے خلاف ایک media trial کر رہا ہے۔ یہ میں ان کی پر زور نہ ملت کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ میں تمام پاکستانی سوسائٹی سے مجھے امید ہے کہ اس طرح کے معاملات کو condemn کرنا چاہیے اور ساتھ اپنے ملک کے دشمن کو پہچاننا چاہیے۔ **جناب اسپیکر!** ہمارے کچھ ادارے جو کہ پاکستان کی ایک symbolic ہے اور ان کو میرے خیال میں آئیں میں بھی ان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ کم سے کم ان کو میڈیا trial اُنکی نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن ہماری سوسائٹی میں ان کی میڈیا trial

آج کل بڑے زور شور سے ہو رہا ہے۔ تو ان کو ہر طرف سے condemn کرنا چاہیے اور اپنے پوری سوسائٹی کو ان کے خلاف اٹھنا چاہیے کیوں کہ یہ کچھ ادارے ہیں جو ہمارے لوگ اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ مجھے تھوڑی سی حیرانگی اس بات پر ہے کہ ہم سیاست تو کرتے ہیں ہر ایک ایک کی اپنی پارٹی کے لیڈران ہیں اپنے اپنے نظریے ہیں۔ کوئی پابندی نہیں ہے لیکن اداروں کو درمیان میں گھٹینا پنے مقاصد کے لئے یہ ہمارے ملک کے لئے ایک نیک شیگون نہیں ہے وہ چاہے ہماری عدیہ ہو، آپ دیکھ رہے ہیں کہ کبھی جب عدیہ ایک آزاد فیصلہ کر لیتے ہیں تو اگلے دن پھر دوسری طرف سے جو aggrieved party ہے وہ جا کر کے پھر میڈیا پر ٹرائل شروع کرتے ہیں کہ یہ عدیہ وہ یک طرفہ ٹرائل کر رہی ہے اور کسی پارٹی کا ساتھ دے رہی ہے۔ اور پھر جب بھی کسی کے خلاف یہ عدیہ کوئی فیصلہ کر لیں تو عدیہ کی بھی میڈیا پر ٹرائل ہو رہی ہے ہماری فورسز کے خلاف بھی ایک ٹرائل ہو رہی ہے ہمارے سپہ سالار کے خلاف باقاعدہ ایک منظم سازش کے تحت، جناب اپیکر! یہی دوادارے اگر ملک میں نہیں رہے اور انکو بھی ہم نے سیاست میں گھٹیا اور ہم نے انکو نہیں بخشنما تو آخراں ملک میں ہم کس سے امید کریں کہ ملک کی unity کا ایک نمونہ ہو اور ایک مثال ہو۔ پارٹیاں تو ساری اپنے ذاتی مفادات کے لئے لگی ہوئی ہیں۔ اقتدار اور کرسی کے لئے لگی ہوئی ہیں اور ہم اپنی کرسی اور اپنے ذاتی سیاسی مفادات کے لئے اپنے اداروں کو بھی نہیں بخشتے۔ تو یہ اس کی میں پُر زور مذمت کرتا ہوں اور انکو اس طرح کے حرکات جو بھی کرتے ہیں تو میں انکو foreign funded اور foreign paid لوگ کہتا ہوں اور انکی میں پُر زور مذمت کرتا ہوں۔ شکریہ جناب اپیکر۔

**جناب اپیکر:** thank you جناب اپیکر صاحب۔

**جناب خلیل جارج بھنو:** شکریہ جناب اپیکر صاحب! جناب اپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے میں بریگیڈ یونٹ مصطفیٰ کمال برکی صاحب جو گزشتہ دنوں شہید ہوئے ہیں میں انہیں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اور فخر محسوس کرتا ہوں کہ انہوں نے ملک پاکستان کے لیے اور عوام کے لیے جس طرح قربانی دی ہے یہ رائیگاں نہیں جائے گی۔

جناب اپیکر صاحب! کچھ دنوں سے ملک specially لا ہو، شام اور لیبیا کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے۔

جناب اپیکر! یہ خداداد ملک ہے۔ اگر فوج نہ رہی تو پھر اس ملک کا حشر لیبیا اور شام جیسا ہوگا۔ سیاست کی آگ کو اداروں میں نہیں جھونکا جائے جناب اپیکر صاحب! اگر اس ملک میں ہماری فوج نہیں تو پھر کسی اور ملک کی فوج نہیں ہوگی۔ اندھیا پہلے دن سے ہی جناب اپیکر صاحب! اس کام پر کارو بند ہے کہ پاکستانی عوام کو، پاکستانی فوج سے الگ کیا جائے، جو یہ ان کا خواب نہ اس وقت پورا ہوا تھا نہ آج پورا ہوگا۔ کیوں کہ پاکستان کے عوام کے دلوں میں پاک افواج کی عزت و احترام اور اس کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔ جناب اپیکر! ہم کب تک دشمنوں کے ہاتھوں میں کھلتے رہیں گے اور اینے

اداروں کو اسی طرح بدنام کرتے رہیں گے۔ ادارے ہمارے سر کا جھومر ہیں چاہے وہ کوئی بھی ادارے ہو، چاہے اسمبلی بھی ایک ادارہ ہے، پاک افواج بھی ایک ادارہ ہے، پاک عدالتی بھی ایک ادارہ ہے اسی طرح دوسرے ادارے بھی ہمارے سر کے جھومر ہیں۔ لیکن اگر پاکستان میں اپنی سیٹ کی خاطر، اپنی پرائم منشی کی خاطر ملک کو بدنام کر کے ملک کو آپس میں لوگوں کو بڑا کر اگر ہم اس کرسی کو حاصل کر لیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر یہ ہے کہ ہم اس کرسی کو کبھی حاصل نہیں کریں۔ آج یہ جمہوری ملک ہے جس طرح آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے بریگیڈ یونٹ مصطفیٰ کمال جیسے شہید سرحدوں پر جس طرح لوگ شہید ہو رہے ہیں اگر ان شہادتوں کے لواحقین اس بات کو دیکھیں گے کہ ہمارے پیاروں نے ہمارے بڑوں نے جو شہادتیں حاصل کی ہیں ان کا حاصل کچھ نہیں ہے ان کو سہیری حروف میں یا عقیدت مند نظر سے نہیں دیکھا جائے گا اور پاک افواج کو ایک شک کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

جناب اپیکر صاحب! ملک کا نظام نہیں چل سکتا۔ ہم ایک جمہوری ملک ہیں، ہم جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں۔ اور جس طرح ہم کسی غیر ملکی افواج کی تعریف نہیں کرتے، ہم ملک پاکستان کی افواج کی تعریف کرتے ہیں جو تعریف کے لائق ہے۔ ہم کسی کے قیادت پر نظمہ چینی نہیں کر رہے۔ کیوں کہ ملک پاکستان کا ایک ہی قائد ہے جس نے اس ملک پاکستان کو بنایا بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح، آج اُس کے خواب کو ہم کیا دیکھ رہے ہیں ہم علامہ اقبال کے خواب کو افواج ہمارے ان بڑوں کی شہادتوں کو جن ماوں بہنوں کی عزتیں لوٹیں اس ملک کو بنانے کے لیے، جن ماوں بہنوں نے اپنی عزتیں پامال کیں جن لوگوں نے اپنی جانیں دیں شہادتیں دیں۔ آج ہم ان کے چہروں کو مسخ کرنے جا رہے ہیں۔ جناب اپیکر صاحب! یہ! ملک کا نظام اس طرح نہیں چلے گا۔ ہم اپنی پاک افواج کے لوگ، ہم اپنے بڑوں کے چہروں کو کبھی مسخ نہیں ہونے دیں گے۔ آج بیشک اس ملک پاکستان کے پرچم میں سفید حصہ بہت کم ہے لیکن ہم پورے پرچم کی حفاظت کے لیے ہماراچھے بچہ اس پر قربان ہے۔ لہذا میں ہاتھ جوڑ کر گزارش کرتا ہوں کہ اپنے مفادات کے لیے اپنے اقتدار کے لیے، اپنی کرسی کے لیے ملک اور اداروں کو بدنام نہ کیا جائے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ہاؤس مناسب سمجھتا ہے تو consensus سے قرارداد لائیں تاکہ ہم اس کی پر زور نہ ملت کر سکیں تاکہ ایسے واقعات نہ ہو سکیں۔ کیوں کہ یہ پاک افواج صرف میری حفاظت نہیں کر رہی، یہ نصر اللہ زیرے کے بچوں کی بھی حفاظت کر رہی ہے، یہ دیگر MPAs اور دیگر عوام کے لوگوں کی بھی حفاظت کر رہی ہے۔ مجھے اپنی پاک افواج سے، اپنے ملک پاکستان سے دلی ہمدردی ہے اور جب کوئی غیر ملکی ایجنسٹے پر کام کرتا ہے تو افسوس کے ساتھ بولنا پڑتا ہے تو پھر ہمارا بولنا جائز ہے ہمارے لیے۔ اور جس طرح جناب اپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ جس طرح دہشتگردی کی نئی لہر دوڑی ہے اور یہ لہر کے دوڑتے ہی ہم نے اداروں کو بدنام کرنا شروع کر دیا۔ جناب اپیکر صاحب! دن رات یہ وقت ہاتھ سے لکھتا چاہتا ہے۔ خدا خواستہ میرے منہ میں خاک

اگر یہ ملک نہیں رہے گا تو پھر کوئی بھی نہیں رہے گا پھر سب کو اسی تباہ پر کام کرنا پڑے گا جو آج سے پچھتر سال پہلے ہم اُس پر کام کر رہے تھے۔ لہذا آج بھی موقع ہے کہ ہم سر جوڑ کر بیٹھ جائیں بلوچستان ہمارا طین ہے، بلوچستان پاکستان اس دھرتی کا سب سے بڑا حصہ بلوچستان ہے آج میں کسی کی نیت پر شک نہیں کرتا جناب اپیکر! ہم سب سر جوڑ کر اپنے ملک کی اپنے صوبے کی فلاح و بہود کے لیے، غریب عوام کے لیے کام کریں۔ میں اپنے مسلمان بہن بھائیوں کو رمضان المبارک کی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ جس طرح آپ روزے میں ہو، اپنے ملک کے لیے خصوصی دُعا میں کریں، ہم کرچن کمیونٹی بھی روزے میں ہیں، وہ بھی اپنے ملک کے لیے دُعا میں کر رہے ہیں۔ ہم سب کا یہ ملک ہے، ہم سب پاکستانی ہیں، ہمارا بھی اتنا حق ہے، جتنا دوسرا کا اور غلط کو غلط کہنا ہمارا حق بتا ہے۔ ہم آج اپنی سب چیزوں سے بالاتر ہو کے ہاں کی جگہ ہاں کریں اور نہ کی جگہ نہ کریں۔ اور اپنے ملک کو بچانے کے لیے ہم سب اکٹھے ہو جائیں۔

بہت شکریہ۔

**جناب اپیکر:** thank you جی۔ آپ بھی اسی سلسلے میں بات کریں گے یا کچھ اور ہے۔ اچھا ایک منٹ صبر کریں۔ یہ دونوں نور محمد دمڑ صاحب اور جارج صاحب آپ کے جواہسات ہیں، نہ they are appreciated پاکستان کے بارے میں۔

**جناب اپیکر:** زیرے صاحب خصوصی مجلس کی تحریک پیش کریں۔

**جناب نصر اللہ خان ذیرے:** میں نصر اللہ خان ذیرے، قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ قاعدہ نمبر (170) کے تحت ایک خصوصی مجلس تشکیل دی جائے جو ان ارکین اسمبلی پر مشتمل ہو جن کا تعلق بارڈر ایریا سے ہو، بشمول میرے، جو بارڈر زریں سے اور دیگر متعلقہ معاملات کو متعلقہ حکام تک پہنچائیں یا اٹھائیں۔

**جناب اپیکر:** تحریک پیش ہوئی۔

**جناب اپیکر:** آیا تحریک منظور کی جائے؟

**جناب اپیکر:** تحریک منظور ہوئی۔

**جناب اپیکر:** لہذا بارڈر ایریا سے تعلق رکھنے والے ارکین اسمبلی پر مشتمل خصوصی مجلس تشکیل دی جاتی ہے، بارڈر ایریا زکی۔

**جناب اپیکر:** رخصت کی درخواستیں۔ جو نہیں ہیں ادھروہ سب کی رخصت منظور کریں اور کیا کر سکتے ہیں۔ وہ آخری تین چار مہینے اسمبلی کے رہ گئے ہیں لس دلچسپی بھی اتنی رہ گئی ہے ابھی، افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔

**جناب اپیکر:** رخصت کی درخواستیں

**جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی):** نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب، نواب ثناء اللہ زہری صاحب، سردار عبدالرحمن کھیتaran صاحب، اور ڈاکٹر ربابہ بلیدی صاحب، آج اورروان اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

**جناب اپیکر:** رخصتیں منظور کی جائیں؟ رخصتیں منظور ہو گئیں۔

**جناب سیکرٹری اسمبلی:** سردار محمد صالح بھوتانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج اور 24 مارچ کی نشستوں میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

**جناب اپیکر:** رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**جناب سیکرٹری اسمبلی:** سردار یار محمد رند صاحب، حاجی محمد خان لہڑی صاحب، میر نصیب اللہ خان مری صاحب، جناب عبدالرشید صاحب، میر سکندر علی عمرانی صاحب، میر ضیاء اللہ لاگو صاحب، محترمہ لیلی ترین صاحب، اور محترمہ زینت شاہوائی صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب اپیکر:** رخصتیں منظور کی جائیں؟ منظور ہو گئیں۔

**سیکرٹری اسمبلی:** رخصت کی درخواستیں ختم۔

**جناب اپیکر:** ابھی آئے نہ اپنا واحد صدقیقی صاحب۔

**قادِ حزب اختلاف:** جناب اپیکر! میں نے اس میں point raise کیے تھے۔

**جناب اپیکر:** اُس ایک point پر آپ چیکر میں بیٹھ جائیں। PPH کے بارے میں with minister health، لا یو اسٹاک کا جو کہنا چاہتے ہیں لا یو اسٹاک کا توزیر نہیں ہے، اب یہی ایم سے ہو گا۔ جب سی ایم صاحب ہو گے۔ اور وہ جو کوئٹہ کے اوپر ہے اس پر ایک اپیشل کمیٹی بنانی پڑے گی۔ جوان کا سارا کرے گا۔ کہ سارا بلوچستان کوئٹہ میں آتا ہے کوئٹہ کی پوسٹوں پر آکے بیٹھ جاتے ہیں۔ ہاں یہ problem ہے۔ تو اس پر special committee کی request کریں گے جیسے سی ایم صاحب آجائیں۔ کیوں کہ administration کے پاس ہے۔ thank you۔ جی۔ واحد صدقیقی صاحب۔

**جناب عبدالواحد صدقیقی:** بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ thank you۔ مسٹر اپیکر صاحب! میں آپ کے توسط سے، آپ بخوبی جانتے ہیں کہ کوئی آٹھ مہینے پہلے جو flood آئے بہت سارے لوگوں کی ساری زمینیں اُجز گئیں باعاثت اجڑ گئے سب کچھ ہو گیا۔ ہم تو اُس کی امید پر بیٹھے ہیں کہ federal ہماری مدد کرے گا تاکہ ہمارا جو structure دوبارہ remove کریں اور اپنا کام شروع کر دیں۔ لوگ مارے مارے پھر رہے ہیں، آج تک کسی کی کوئی مدد نہیں ہو سکی۔ اینی

مدآپ کے تحت لوگ لگے ہوئے ہیں لیکن ان کے پاس وہ وسائل نہیں ہیں کہ وہ اپنی زمینوں کو دوبارہ آباد کریں۔ کیونکہ سی ایم صاحب نے ہمیں dozer hours دیئے تھے، اس حوالے سے ظاہر ہے کہ وہ hours جو ہمارے ساتھ پڑے ہیں انہی کے توسط سے ہماری جوزیاہ زمینیں خراب ہیں ان کو ہم دیتے ہیں تاکہ اُسے دوبارہ ٹھیک کر کے اور اپنا کام شروع کر دیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ فناں ڈیپارٹمنٹ نے کوئی چھ مہینے ہو رہے ہیں کہ پورے بلوچستان میں dozer کے تیل کی پابندی لگادی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ڈیزل اگر نہ ملے، تیل اگر dozers کو اپنے کوٹے کے مطابق نہ ملے پھر وہ گھنٹے ہمارے کیا کام آئیں گے۔ تو چھ مہینے سے مسلسل فناں ڈیپارٹمنٹ نے تمام districts کا تیل بند کروادیا ہے۔ ایک طرف ہمیں dozer hours دیئے جاتے ہیں دوسری جانب پھر اُس کے تیل پر پابندی لگادی۔ ہمارے ضلع پشین کا تواہیے کوٹہ بھی کم ہے جو تیل دیتے ہیں بہ نسبت ہمارے اُن چھوٹے اضلاع کے۔ مثال کے طور پر مستونگ ہے یا آپ کا قلعہ عبداللہ تو بڑا ضلع ہے، زیرت ہے ہر نانی ہے اس طرف جو ضلع ہیں اُن کے equal ہمیں پھر دیا جاتا ہے پشین کی آبادی جو ہے وہ ساڑھے سات لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے اب دس بارہ تک پہنچ گئی ہے۔ وہی کوٹہ جو ہم لوگوں نے مقرر کیا ہم نے demand کی تھی اُس وقت مسٹر صاحب سے۔ کہ kindly ہمارے تیل کا کوٹہ بڑھایا جائے۔ تاکہ ہماری آبادی جو اس وقت آٹھ، دس dozer ہم رکھتے ہیں ہم کام کر سکیں۔ لیکن وہ بھی اُس پر پابندی لگا رکھی ہے چھ مہینے ہو رہے ہیں کہ تیل نہیں مل رہا ہے اور ہمارے گھنٹے بھی بڑھے۔ لوگ مارے مارے بیچارے پھر رہے ہیں ہمارے گھر پر آکے بیٹھے ہیں تو kindly آپ کے توسط سے فناں ڈیپارٹمنٹ کو پابند کر دیں۔ لیکن one week میں یہ ممکن بنا دیں تاکہ پھر ترسیل ہو جائے اور ہمارا کام شروع ہو جائے۔ بڑی مہربانی شکریہ۔

**جناب اپیکر:** آپ چاہتے ہیں کہ fuel ملے، سیکرٹری صاحب! ذرا سیکرٹری فناں سے کہیں مجھے آ کے 25 تاریخ 26 کو، کب نہیں next working day کب ہے؟۔ جی جی زمرک صاحب

**جناب محمد عارف محمد حسنی:** جناب اپیکر! فناں مسٹر صاحب اس سے پہلے بات کریں۔ میں بھی ایک ریکوئیٹ کرنا چاہوں گا۔ BDA کے جولماز میں ہیں اُن کو پچھلے سات یا آٹھ مہینوں سے تխواہیں نہیں ملی ہیں۔ تو اُن کو مہربانی کر کے یا تو نکل دیں تاکہ وہ جا کر کوئی اور کام کر لیں۔ آج کل کے دور میں 20,20 ہزار BDA والوں کی تاخواہیں ہیں آپ وہ بھی time پرندے دیں اُن کو۔ جب دینا ہی ہے سات، آٹھ مہینے کے بعد انکو ہر چہلی پہلی پر دیدیا کریں۔ ساتھ، آٹھ مہینے سے اُن کی تاخواہیں بند ہیں مہربانی کر کے اُن کی تاخواہیں کا بھی بتا دیں finance والوں کو وہ بھی دیدیں BDA والوں کو۔

**جناب اپیکر:** جی مسٹر صاحب۔

**انجینئر زمرک خان اچنزا (وزیر نژادہ):** شکریہ جناب اپیکر صاحب! میں جب فناں ڈیپارٹمنٹ میں نہیں تھا تو

میں بھی ایسے ہی سوال کیا کرتا تھا اور اپنے PSDP کے حوالے سے اور مختلف agriculture کا فنڈ ہے، جس طرح بھی تنخوا ہوں کی بات کی عارف جان صاحب نے۔ میں آپ کو صرف یہ بتا دوں کہ آپ کو ان مشکلات کا شاید پتہ ہو گا کہ دو مہینے پہلے جو ہمارے پاس خزانے میں کتنے پتے تھے اور یہی ہمارے سارے دوست تقریباً میں شاید میرے ساتھ چار پانچ دوستوں کا رابطہ تھا جس میں ہمارے غنٹر ز بھی تھے، جس میں ہمارے MPAs بھی تھے، ہم وفاق گئے اور ہم نے NFC کے حوالے سے جو ہمارے بقا جات تھے پچھلے سال کے ہم نے کس مشکل سے دس ارب، بارہ ارب میں ہم نے کوشش کی، دس ارب یہاں transfer کر دیا۔ اور NFC کے حوالے سے جو ہماری کٹ گلی تھی جو ہمارے قطع وار پتے آتے تھے، اُس میں کٹ لگا کے مہینے میں دو قطع آتی تھی، وہ بھی پوری نہیں ملتی تھی ہمیں اور اُس کو بھی جو ہم نے کس مشکل سے تھوڑا اسا اُن میں ہم نے کوشش کی کہ اُس کو ہم وصول کر لیں۔ ساتھ ساتھ جناب اسپیکر صاحب! کہ ہماری گیس میں جو ہمارے ابھی تک اُس کی agreement نہیں ہوئی تھی، کوئی 50 سے 60 ارب روپیہ ابھی تک ہمارے وفاق کے پچھلے بتایا جات ہیں، ہم نے وہ بھی کوشش کی۔ یہاں تک کہ ہم نے وہ PSDP جو ہے جتنے MPAs ہیں، اگر وہ سن لیں صدیقی صاحب تو اُس نے question تو کر لیا لیکن سن نہیں رہے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** ہاں سنیں ذرا غور کریں۔

**وزیر نژاد:** dozer hours کے لیے اُن کو پتے چاہیے۔ تو میں آپ کے ریکارڈ میں لانا چاہتا ہوں۔ یہ آپ کو بتانا چاہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! ٹھیک ہے اُن کو چھوڑ دیں۔ کہ یہ ہم نے کس مشکل سے ہم نے اس کو manage کر دیا کہ ہم نے اپنے ان دوستوں کو کہہ بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہم نے اس کی PSDP کو اس طرح cover کرنے کی ابھی تک کوشش کر رہے ہیں۔ اور اگر ہم یہ تنخوا ہوں کے یہ جو آپ کے جتنا بوجھ finance پر ابھی بھی ہے اور جتنا بوجھ یہ بھی ہے اور یہ ہم نہیں چاہتے ہیں کہ کیوں، اُس dozer hours سے میں بھی متاثر ہوا ہوں اس گھنٹوں سے میں بھی متاثر ہوتا ہوں۔ لیکن ابھی کچھ ایسی بھی شکایات آئی ہوئی ہیں کہ وہ dozer hours کہاں خرچ ہو رہے ہیں کس طریقے سے میں بھی تو پونے تین سال agriculture کا minister رہا ہوں، کم از کم آپ beneficiaries کو تو دیکھ لیں DC سے ہم یہ consult کر لیں کمشنز سے کر لیں کہ کس district میں کتنے گھنٹے کہاں پر خرچ ہوئے ہیں کیسے خرچ ہوئے ہیں وہ بھی ہم چھوڑ دیتے ہیں چلو، اُن سے بھی ہٹ جاتے ہیں۔ لیکن آجائے آپ ہمارے ساتھ ایک کمیٹی ابھی بنالیں کہ ہمارے non development finance میں کتنے پتے موجود ہیں۔ آپ اگر PSDP کو stop کرنا چاہتے ہیں، آپ federal development میں جو پیش اور تنخوا ہیں ہیں، اگر ہم federal تک نہیں پہنچتے تو اُس کو جنوری کے مہینے میں آپ کو تنخوا ہیں یہاں نہیں مل سکتی تھیں ہمارے اُس کو جو ہمارے ملازم میں تھے۔ اور یہی بات ہے جتنا ہم کہتے ہیں کہ federal سے ہم نے کتنی کوشش کی،

ہماری پارٹیاں یہاں بیٹھی ہوئی ہیں بشمول میں اپنی بھی بات کرلوں۔

جناب اسپیکر صاحب! ہماری PSDP میں ہماری کیا حالت ہے۔ ہم پر جب ان کے جو ongoing اسکیمات ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب آپ ان کو ongoing کے لیے پیسے آپ زیادہ سے اگر آپ کی اسکیم بڑھ جاتی ہے، ابھی آپ کی مہنگائی کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! سال پہلے آپ کا سریے کا جو ٹھاؤہ ڈیڑھ دو لاکھ روپے کا تھا آج تین لاکھ یا بیس لاکھ پتہ نہیں کتنے کا ہیں۔ آپ کے سینٹ کی بوری پانچ سو کی تھی ابھی وہ بارہ سو پر پہنچ گئی۔ تو اس کو cover کرنے کے لیے آپ نے estimate کو دوبارہ revise کرنا ہوا آپ کا جو PC1 ہے اُس کو revise کرنا ہوا، اُسکے لیے federal نے کہا کہ یہ جو آپ نے پیسے زیادہ اگر آپ نے مانگے تو آپ اپنے provincial PSDP سے اس کو دیدیں۔ تو ہم provincial PSDP سے ہم اپنے دوستوں کے PSDP یہاں development کی جو provincial PSDP کی جو public sector ہے اسکیم ہیں اُن کو ہم پورا نہیں کر سکتے۔ تو ہم federal کو کہا سے پورا کر لیں۔ اس پر میں یہ کہتا ہوں کہ کم از کم ہمیں ابھی بھی time ہے کہ ہم federal سے وہ جو ہمارے تقاضا جات ہیں ہماری گیس کی مد میں ہمارے آپ کے dozer hours بھی چل جائیں گے آپ کے ٹرکیٹ hours بھی چل جائیں گے۔ ہم تو approve دیتے ہیں پانچ پانچ ارب کے دس دس ارب کے لیکن دیکھتے نہیں ہیں کہ خزانے میں پڑے کتنے پیسے ہیں آپ ان کو کتنا اُس کو manage کر سکتے ہیں اور کہاں تک ان کو دے سکتے ہیں۔ ہم نے cabinet نے بھی ہماری cabinet نے بھی نہیں کیا کوئی بھی کام ہو کوئی بھی MPA جاتا ہے 65 کے 65 اُس نے آج تک کسی کو انکار نہیں کیا ہے۔ اور ہم نے ایسے پیسے اتنے ہم نے approve کیے ہیں کہ اگر میں وہ رکھ لوں اور آگے والے آنے والا PSDP بھی اُس کے لیے ناکافی ہو گا۔ اُس کو پورا کرنے کے لئے میں یہ کہتا ہوں کہ بلوچستان ایک بہت بڑا صوبہ ہے لوگوں کو بہت مشکلات ہیں، area wise health کی ہیں education کی ہیں communication system کی ہیں اس کے لیے ہمارے جتنے بھی دوست ہیں ہم نے ان کو بار بار کہا چاہیے ہے کہ ہمیں ایک کمیٹی آپ یہاں سے بنالیں۔ وہ وہاں تک بھیجیں۔ میں آپ کو ابھی ایک example ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابھی جب ہم بھلی کے بارے میں گئے تھے یہ سارے ہم پندرہ پارلینمنٹریں وہاں بیٹھے ہوئے تھے ہماری یہ حیثیت ہے کہ ہمارے ساتھ اپوزیشن لیڈر بھی موجود ہے۔ ہمارے پاس education minister بھی ہے میں بھی تھا ہمارے پاس اسپیکر آپ اُس وقت گورنر تھے تو اسپیکر بھی ہمارے ساتھ موجود تھا۔ ہمارے معزز اکیون اسمبلی موجود تھے ہم نے ہمیں time دیا P&D میں وہاں اُن کے جو خواجہ آصف تھے کمیٹی کا چیئرمین اُس

کے ساتھ خرم دشکیر صاحب تھے سامنے آ کر بیٹھے گئے ہم نے بات شروع کی کہتا ہے جی یہ بھلی کا جو ہے یہ آپ لوگ خود لے لیں آپ لوگ اس کو خود چلا کیں مل ہم آپ کو دے دیتے ہیں یہ بھلی کا محکمہ ہم بلوچستان کو دیتے ہیں تو میں نے ان کو کہا یہ سامنے بیٹھے ہوئے ہیں میں نے کہا وہ جو نقصان والا محکمہ ہے وہ ہمیں دیتے ہوں آپ ریکوڈ کبھی ہمیں دیدو آپ گواہ بھی ہمیں دیدو آپ گیس بھی ہمیں دیدو پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ہم بلوچستان والے آپ کے پاس آئینے جو نقصان والا چیز ہے ۔۔۔ (مداخلت) کیا notification کرتا ہے، میں وہ تو ابھی meeting کرتا ہے، میں وہ کا تھوڑا صورتحال آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر صاحب! جب ہم نے یہ باتیں کیں، ہمارے ساتھ اتنے بڑے forum پر پورا بلوچستان بیٹھا ہوا ہے اُن کے سامنے کچھ دیر بعد خواجه آصف صاحب کہتے ہیں یہ مجھے prime minister صاحب کی جو meeting ہے، میں اُدھر جا رہوں۔ ہم پندرہ پارلیمنٹریں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہتا ہے میں جا رہا ہوں۔ یہاں خرم دشکیر صاحب آپ سے بات کریں گے۔ میں نے ان سے کہا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اسپیکر صاحب! میں نے با بر صاحب سے کہا چلو ہم بھی اٹھتے ہیں۔ وہ ہمیں اتنا time نہیں دے سکتے ہیں، prime minister صاحب کیا اتنا ضروری ہے کہ پندرہ پارلیمنٹریں آپ کے سامنے بلوچستان کے بیٹھے ہوئے ہیں کوئی سے ہم آئے ہوئے ہیں۔ تو prime minister صاحب تو رہتا ہی اسلام آباد میں ہے اُس کا تو کام بھی اُدھر ہے وہ سوتا بھی اُدھر ہے اٹھتا بھی اُدھر ہی کرتے ہیں آپ ایک گھنٹے کے بعد جائیں یا پھر ہم سب کو لے جائے prime minister کے پاس۔ کہ ہم اپنی بھلی کے مسائل اپنی گیس کے مسائل اُن کے سامنے رکھیں۔ کوئی بھی ہمیں lift ہی نہیں دیا۔ ہم نے یہ کوشش کی ملک نصیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے کہا کہ جی دو گھنٹے ہمیں بھلی زیادہ دیدیں۔ اُس آدمی نے ہمیں دو گھنٹے بھلی بھی زیادہ نہیں دی۔ ہم ویسے ہی نکل گئے یہ ہماری حیثیت ہے وہاں۔ ہم کیسے اپنے finance کو چلا کیں گے ہم کیسے P&D کو چلا کیں گے ہم کیسے اس governent کو چلا کیں گے۔ اور ساری چیزیں وہی لے جاتے ہیں دے دوریکوڈک اس سے ہاتھ اٹھالو۔ دے دو ہمارا اپنا گواہ جو کہ سماڑھے سات سو کلومیٹر کا ہے ہمارا جو کوٹل ایریا ہے۔ کسی کے پاس ہے؟ نہیں ہے آپ کی گیس، کرو مائیٹ، آپ کا یہاں پر یورینیم بھی لکھتا ہے آپ کے بلوچستان میں یورینیم، وہ دھات ہے جو دنیا کا مہنگا ترین دھات ہے۔ جو ایڈم تک میں استعمال ہوتا ہے۔ کہاں جاتا ہے؟ کوئی اُس کا پوچھتا ہے؟ فیڈرل آکر اُدھر یہاں پر اپنے قبضہ، میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ ملک کو کمزور کرنے کی کوشش ہم کرتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ فیڈرل کو مضبوط کرنے کے لیے آپ کو اکائیاں مضبوط کرنی ہوں گی۔ صوبہ مضبوط ہوگا تو فیڈرل مضبوط ہوگا۔ تو پاکستان مضبوط ہوگا۔ ہم ملک کے اندر رہتے ہوئے اپنے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ ہم ملک کے اندر رہتے ہوئے ہر وہ جمہوری حق ہم رکھتے ہیں ہم اپنے عوام

کے لیے بات کریں لیکن آج تک کوئی نہیں سنتا ہے جب ہم اٹھتے ہیں تو یہاں پر ہم آپس میں چھنے ہوئے ہیں۔ بالکل یہ ہمارا حق بتتا ہے چھوٹا مسئلہ ہو یا بڑا مسئلہ ہو، ہم اسے میں بھی discuss کر سکتے ہیں اپنے عوام کے لیے بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن جو بھی گورنمنٹ آتی ہے یہ تین ابھی دو تین پارٹیاں ہو گئی ہیں تیوں سے ایک پیپلز پارٹی ہے نون لیگ ہے اور پیٹی آئی ہے۔ پیٹی آئی نے کیا کیا ہمارے ساتھ تین سال میں اُس نے بلوچستان کے ساتھ کون سا ایسا کارناامہ کیا کہ ہم اُس کو تاریخ میں لکھ لیں کہ جی عمران خان صاحب کی گورنمنٹ نے یہ کیا۔ ہم نے کہا کہ 29 ہزار ہمارے ٹیوب ویلز ہیں جس کو ہم نے شفت کرنا ہے سولر پر، میں خود جان صاحب کے ساتھ گیا ہمارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہم آپ کو 40,000 دیس گے اور 15،15 ہزار تین سال میں دیں گے۔ یہ مطلب دوسال پہلے کی بات ہے۔ پندرہ ہزار میں ایک بھی ٹیوب ویل نہیں ملا۔ ایک بھی tubewell ہمیں سولر کا نہیں ملا کہ ہم یہ زمینداروں کا اُس پر shift کر لیں۔ یہاں ہو گئی۔ ابھی جو حکومت بنی اس حکومت میں کیا مل رہا ہے مہنگائی کے سوا کچھ نہیں مل رہا ہے یہاں تو ہمیں، وہ جو ہمارے پچھلے جو ongoing اسکیم ہیں ہماری جو جاری اسکیمات ہیں ان کو خطرہ ہے کہ وہ stop ہی ہو جائیں گی۔ وہ بند ہو جائیں گے وہاں سے وہ کہتا ہے اتنا آیا آپ کے flood میں کتنی donations آئی ہیں؟ جناب اسپیکر صاحب آپ جرمنی سے لے کر یورپی یونین countries سے لے کے سعودی عرب سے لے کے ترکی سے لے کے آپ آسٹریلیا امریکا ہر ملک نے ہمارے ساتھ اس flood میں مدد کی ہے۔ بلوچستان کو کتنا مالا کسی کو پتہ ہے؟ ایک روپیہ بھی نہیں ملا ہے پر اُن مفترض صاحب آئے صحبت پور میں اسکوں کا جو ہے اعلان کرتا ہے دس کروڑ کا۔ اور کہتا ہے کہ بلوچستان بنالو۔ وہ جو bridge financing ہمارے چھارب روپے وہ آج تک نہیں ملے اعلان خود کرتا ہے بنانا پسیے میں نے دینا ہیں۔ یہ کون سا، اور وہ جو donors countries کے 10 ارب پھر پر اُن منش نے ایک اور بھی اعلان کیا flood میں ہم بلوچستان کو دینے گے، آج تک ایک روپیہ بھی نہیں آیا۔ کون سا ایسا کام ہے کہ ہم کہہ سکتے ہیں فیڈرل نے بلوچستان کے ساتھ اتنی ایمانداری سے کام کیا ہے کہ ہم اُنکو appreciate کر لیں۔ نہیں، کچھ بھی نہیں کیا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم ایسا نہیں خداخواستہ ہم ملک کے خلاف ہیں ہم اس دھرتی کے خلاف ہیں ہم یہاں پر پیدا ہوئے ہیں ہم یہاں دن ہوں گے ہمارا ملک بھی ہے ہماری مٹی بھی ہے اس سے ہم غداری نہیں کر سکتے ہیں لیکن ایک بات کہنا ہے کہ بلوچستان کے ساحل اور سائل پر اب آخر کلڑتے رہیں گے چاہے اس پر کسی کو اچھا لگے یا برالگ لیکن اُس وقت سارے ہمارے معزز اکیں جو بیٹھے ہوئے ہیں، ماشاء اللہ ہر ایک کی تاریخ ہے پچاس پچاس سال سے ہر ایک قوم پرست یا ہماری جو مذہبی جماعتیں ہیں ان سب کی پچاس ساٹھ ستر سال سے زیادہ تاریخ ہے۔ ہر ایک نے یہاں پر قربانیاں دی ہیں اس خطے کے لیے دی ہیں اس دھرتی کے لیے دی ہیں اور اس بنیاد پر کہ ہمارے ساحل اور سائل پر ہمیں اختیار دیا جائے

-لیکن نہیں دیتے ہیں ہم جب جاتے ہیں تو ہمارا مذاق اڑایا جاتا ہے ہمیشہ ہم جاتے ہیں تو ہماری بات کوئی نہیں سنتا ہے۔ سینٹ سے ہماری اسمبلی کی سیٹیں approve ہو گئی ہیں زیادہ ہو گئی ہیں کہ ہمیں 15 سیٹ زیادہ دے دیں کیوں قومی اسمبلی نہیں دے رہی ہے؟

جناب اپنے صاحب اس پر بات کرنی چاہیے۔ ہمارے بلوچستان کو اس لئے ڈر رہے ہیں اگر قومی اسمبلی کی سیٹیں بڑھ گئیں تو بلوچستان اپنے حق کے لیے وہاں اسمبلی میں بات کرے گا۔ کیوں ہماری بات اس لئے نہیں سنی جاتی ہے کہ ہماری وہاں اقلیت میں ہم ہیں ہم اقلیت میں ہوتے ہوئے بھی کوئی بات نہیں کر سکتے کیوں کہ ان لوگوں کو ڈر ہے۔ ہماری سیٹیں اس لئے نہیں بڑھائی جاتیں ہم حق نہیں رکھتے ہیں area 45% ہمارا بلوچستان پاکستان ہے تو اس ملک کو آباد کرنے کے لئے بلوچستان کو ترجیح دے دی جائے۔ سب سے زیادہ پسمندہ صوبہ ہے۔ اور سب سے امیر صوبہ ہوتے ہوئے، اللہ نے ہمیں سب کچھ دیا ہوا ہے۔ اور ہر وہ قدرتی خزانے قدرتی چیزیں دنیا میں جو کسی ملک میں موجود ہوتا ہے وہ بلوچستان میں موجود ہے۔ لیکن ہمیں اختیار نہیں ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ہماری سیٹیں بڑھائی جائیں۔ ہماری وہ سیٹیں جو سینٹ میں approve کر کے قومی اسمبلی کو چاہیے کہ زیادہ کر دے۔ نیا لیکشن جو آرہا ہے اس نے لیکشن کو اس نہیں مردم شماری کے تحت ہونا چاہیے delimitation before population جب آپ کی جو مردم شماری نہیں ہوئی ہے آپ کر ہی نہیں سکتے ہو یہ غیر قانونی ہے۔ ابھی مردم شماری شروع ہے تب اس کے بعد جو بھی جہاں بھی آبادی زیادہ ہو اس آبادی کی بنیاد پر ایک فارمولہ رکھتے ہیں لیکشن کمیشن چاہے وہ دولائکھ کی آبادی پر ہو یا ڈیڑھ لاکھ کی آبادی پر ہو۔ وہ ساری سیٹیں جہاں پر ہمیں ضرورت ہے 15 کی جگہ اگر تمیں ہوتی ہیں تو ہمیں تمیں سیٹیں بھی دینی چاہیں۔ اگر ہماری قومی اسمبلی کی سیٹیں تمیں سے پچاس ہوتی ہیں تو ہمیں پچاس دیے جائیں یہی ہوتا ہے صوبے کی ترقی۔ اس طرح ہم اپنا حق لے سکتے ہیں۔ یہاں ہمارے این ایف سی کا کامیاب مولا جب آئے گا وہ اس آبادی کی بنیاد پر ایریا اور poverty کی بنیاد پر ہمیں چاہیے۔ اس پر ہمیں stand لینا چاہیے یہ اسمبلی اگر stand لے میں آپ کو دعوے سے کہتا ہوں کوئی اس کو reject نہیں کر سکتا ہے۔ اسمبلی کی ایک اہمیت ہوتی ہے آئین اور پارلیمنٹ یہ ہوتی ہے یہ ایک ملک کو چلاتا ہے اور ایک صوبے کو چلاتا ہے اور اس کی بنیاد پر ہم اپنا حق لے سکتے ہیں۔ تو یہی حالت ہے ہمارے خزانے کی جو ابھی ہمیں پڑھے ہے کہ ہم اس کو چلانہیں سکتے۔ حقیقت میں اپنے صاحب اس میں اس پر سخیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ تین مہینے ہمارے پاس ہیں اور اسی تین مہینے میں ہم سب مل کے ہر چیز لے سکتے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں اس ملک کے ساتھ اس فیڈریشن کے ساتھ اور ایک مضبوط پاکستان کے ساتھ رہنے کے لئے بلوچستان کو ترجیح دینی ہو گی۔ اہمیت اتنی زیادہ ہے اس صوبے کی کہ سارے مخالفین دشمنوں کی نظر اس صوبے پر ہے۔ آپ کے آس پاس جتنے بھی دشمن بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس

صوبے کو دیکھتے ہیں۔ اگر اس صوبے میں آج ترقی ہو جائے کوئی پیروزگاری نہ ہو، ایک کروڑ آبادی کو ہم روزگار نہیں دے سکتے ہیں، ہم ان کو جو ہے سروز نہیں دے سکتے ہیں، ہم سب کچھ دے سکتے ہیں لیکن وفاق کو ہمارے ساتھ یاد بینا چاہیے۔ تب کوئی بھی آنکھ اٹھا کر اس صوبے کو مزور کرنے کی کوشش نہیں کر سکتا ہے۔ تو جناب اپیکر صاحب! میرا مقصد، تھوڑا سالما بہو گیا میں آپ سے اس پر مغدرت چاہتا ہوں۔ لیکن وفاق کو دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس صوبے کو ترقی دینی ہے۔ ہمیں اب آپس میں اڑنے کی بجائے جا کے ادھر بیٹھنا ہوگا۔ تو یہ میری کچھ گزارشات تھیں۔ شکریہ جناب اپیکر صاحب۔

**جناب اپیکر:** یہ سارے آپ لوگ بات کرنا چاہتے ہیں ایک حد میں ایک لیوں انہوں نے achieve کیا ناں کہ treasury benches سے یہ بات آئی ہے۔ آپ اپوزیشن میں ہیں لیکن بھائی چارے کی اپوزیشن ہے آپ لوگ۔ یہ treasury benches سے جو جواباتیں، اسی level پر، ابھی اجلاس اختتام کرتے ہیں کیونکہ ایک level پہنچ گیا ہے۔ (مدخلت) یہی میں کہر ہاتھا ایک level پر ہم آگئے۔

**ملک نصیر احمد شاہواني:** اور یہ بلوچستان کا مسئلہ ہے اس پر ہم بولنا چاہتے ہیں۔

**جناب اپیکر:** نہیں لیکن تیاری کے ساتھ ہوں۔

**ملک نصیر احمد شاہواني:** ہاں تیاری کے ساتھ۔

**جناب اپیکر:** میری گزارش ہے یہ میں matter کرنا چاہتے ہیں کہ ادھری ایم بھی بیٹھا ہو، اس کے سارے اراکین بھی ہوں اس طرف سیدھی ہاتھ والے بھی، آپ لوگ بھی بیٹھ ہوئے ہیں ایک مشترکہ لائچ عمل تیار کر کے پھر آگے بڑھیں۔

**ملک نصیر شاہواني:** سر! میرے خیال میں اس دن کا انتظار نہ کریں۔

**جناب اپیکر:** نہیں ہیں وہ اپنی انفری ہم نے سنانی ہوگی۔

**مکھی شام لال لاسی:** ایوان میں انہوں نے اپنی جائز بات بتا دی ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ جب پندرہ آدمیوں کو وہاں respect نہیں ملی، ان کے ادھر ہوتے ہوئے بھی وہاں انکو کوئی لفٹ نہیں ہوئی تو باقی یہ کیا کریں گے اس کے لیے کوئی سخت decision لینا پڑے گا اس کے لیے جی۔

**جناب اپیکر:** ایسے کرتے ہیں پہلے نصیر شاہواني صاحب۔

**وزیر خزانہ:** اپیکر صاحب! میں آخر میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے میڈیا والوں سے، میری یہ request ہے، جب بھی ہم بات کرتے ہیں، نہ ہماری print media پر آتا ہے نہ ہماری اپنی میڈیا یا ہماری باتیں نہیں لیتا ہے۔ ہم جو تقریر کرتے ہیں، ہم جو پوائنٹ آوٹ کرتے ہیں ان چیزوں کو نہیں لیتے ہیں۔ میں request کرتا ہوں اسینے میڈیا سے وہ کم از کم اینے میڈیا جو بڑے بڑے آفیسرز ہیں، جو بڑے بڑے دفتر ہیں انکو باندوق کریں، ہمارے

تو کر لے ہمارے print media میڈیا تو کر لے، بہت مہربانی ہوگی میڈیا والوں کا۔

**جناب اپیکر:** ہاں یہ بھی ہیں۔ نصیر شاہوں اسی صاحب بات کر لیں پھر آتے ہیں سب کی طرف، نہیں وہی ہے۔

**جناب عبدالواحد صدیقی:** جناب اپیکر صاحب! ہمارے زمرک صاحب چونکہ میرے خیال انکو ایک دو مہینے ہو گئے ہیں کہ انکو چارج ملی ہے فناں ڈیپارٹمنٹ کی۔ ہمارا مسئلہ چونہیں سے ہو کر کے آرہا ہے۔ میں ان سے یہ کم از کم کہ اگر پورے سال کے فیول انکو نہیں مل سکتے، ایک کوارٹر کی کم از کم تیل تاوہ ریلیز کروادیں تاکہ کام تو شروع ہو سکے۔

**وزیر فرازناہ:** ٹھیک ہے میں کروادیتا ہوں۔

**جناب عبدالواحد صدیقی:** صحیح ہے۔

**جناب اپیکر:** ٹھیک ہے۔ نصیر شاہوں اسی صاحب! ابھی یہ جو لیوں آیا ہے ناں کہ ٹبریز روپی پیچیز سے۔ یہ ایک لیوں ہے ہمارے بلوچستان کے کیس کا۔ اسی کو، تی ایم بھی آجائے، مجرب زبھی ہوں، اسی کو آگے بڑھائیں اسکھے ہو کر کے ٹھیک ہے ناں۔

**ملک نصیر احمد شاہوں:** ٹھیک ہے سر۔ اس پر ہم تھوڑا، میں مختصر بات کروں گا جناب اپیکر صاحب!

**جناب اپیکر:** جی۔

**ملک نصیر احمد شاہوں:** آپ کی مہربانی۔ کیونکہ منسٹر صاحب نے جو باتیں کی ہیں اُس وقت بھی ہم نے آپ ہی کی چیز کو مخاطب کیا تھا۔ اور یہاں سے یہی رو لوگ آئی تھی کہ بلوچستان میں جو بھی اور گیس کا مسئلہ ہے، فناں کا مسئلہ ہے، یہ ہم سب کا مسئلہ ہے۔ جب بلوچستان میں فناں نہیں ہو گا۔ بلوچستان میں پیسے نہیں ہونگے، بلوچستان میں خاص کر زمین دروں کیلئے بھی نہیں ہو گی۔ سردیوں میں ہماری گیس نہیں ہو گی۔ تو یہ بلوچستان کے مسائل ہم مشترکہ طور پر رو لوگ لے کر۔۔۔

**جناب اپیکر:** واحد صدیقی صاحب! تقریر کوئی کر رہا ہو، پیچھے سے جایا کریں۔ آپ ڈیزل کے جوش میں چل پڑے ہیں۔

**ملک نصیر احمد شاہوں:** ہم نے کوشش کی جناب اپیکر صاحب! کہ وزیر اعظم سے ہماری ملاقات ہو لیکن وہاں پر جواب آگیا ”کہ ایک اعلیٰ وزراء کی کمیٹی بنائی گئی ہے، آپ کے پارلیمانی جتنے بھی دوست ہیں، اپیکر صاحب کی نمائندگی میں آپ ان سے ملاقات کریں“ اور یہی پارلیمانی گروپ وزراء کی جب اسلام آباد سے بلوچستان آئے تھے، بدعتی سے یہاں ایئر پورٹ تک آگئے ہیں۔ اور ایئر پورٹ کے لا و نخ میں ہی وہ کچھ پیغامات دے کر چلے گئے کہ ملک میں انر جی کا مسئلہ ہے، انر جی بچانا ہے اور اس طرح انہوں نے، تو وہاں پر ایئر پورٹ پر بھی ہمارے ان سے با تین ہوئی کہ بلوچستان میں اس وقت جوان انر جی کی آب بات کر رہے ہیں۔ ہماری بھلکی کی جو ضرورت ہے وہ 18 سو میگاوات ہے۔ اور ہمارا کوئی بھی

آپ کی ہی یہ 25 ہزار یا 26 ہزار میگاوات میں جو اس وقت جو ملک کے اندر موجود ہے۔ اس میں 9 سومی گاوات ہمارا حق بتاتا ہے، جو ہمیں ملنا چاہئے۔ لیکن باوجود اسکے ہمیں 4 سومی گاوات بڑی مشکل سے مل جاتی ہے۔ جو پورے بلوچستان کے ساتھ ایک مذاق ہے۔ اب ہماری سردی کا موسم ہے، ہمارے شہر بازار تو آٹھ بجے ہی بند ہوتے ہیں ہمارے شہر کراچی اور لاہور کی طرح نہیں ہے کہ رات گئے تک جاری رہے۔ اور لاٹھیں جلی ہوئی ہیں۔ آپ جب دس بجے کے بعد آئنے گے آپ کو سارا بازار 9 بجے کے بعد سنسان ملیں گے۔ بازار میں بند ہیں۔ تو ہم ویسے بجلی ہمیں مل ہی نہیں رہے ہیں، ہم بچا کیں اُس کا کیا۔ ہم تو آپ سے یہی ریکوئیسٹ کرتے ہیں۔ کہ آج بلوچستان کے 30 ہزار جو ٹیوب ویلز چل رہے ہیں یہ پورے بلوچستان کے 70% عوام کی معیشت ہے یہی روزگار ہے، یا گلہ بانی ہے، یا ہماری زراعت ہے، یہ دو سیکڑے ہیں جو بلوچستان کے 70% لوگوں کا ذریعہ معاش ہیں۔ آپ جب ان پر توجہ دینے گے بلوچستان کے عوام خوشحال ہونگے، بلوچستان جب خوشحال ہوگا، تو ملک خوشحال ہوگا اور بلوچستان فروٹ باسکٹ آف پاکستان بھی کھلاتا ہے۔ یہاں پر تقریباً 70 فتحم کے فروٹ، سبزیاں بلوچستان ہی میں پائی جاتی ہیں۔ اور ملک کی بہت ساری ضروریات ہم بلوچستان ہی پورا کرتے ہیں، اگر آپ سیب کی مثال لے لیں، آپ انگور کی مثال لے لیں، آپ سبزی میں پیاز کی مثال لے لیں۔ آپ دوسری سبزیوں کی، یہ ہم پورے ملک کو تقریباً بلوچستان 9 مہینے تک پیاز ہی دیتا ہے۔ آپ نے دیکھا جب بلوچستان میں یہاں پر سیلا بآگیا ملک میں اس چیز کی کمی رہی، آپ نے 12 ہزار 15 ہزار کی بوری ایران والا تو یہاں پر خرید لیا۔ آپ نے 3 سو 4 سوروپے میں ٹماٹر بھی خرید لیا یہاں پر۔ آپ کی اپنی جب ملک کے اندر ان چیزوں کی ہوتی ہے وافر مقدار میں تو مارکیٹیں بدست قائم سے اُن میں ہمارے زمیندار کو وہ قیمت نہیں ملتی۔

جناب اپنے صاحب! ہمارا یک ہی سیزن ہوتا ہے پورے سال میں، وہ مارچ سے شروع ہو کر end

آف اکتوبر نومبر تک چلا جاتا ہے ہمیں اس سیزن میں بجلی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کہ ہم اپنے ٹیوب ویل چلاتے ہیں۔ اور ہم اپنے باغات کا شکاری کرتے ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ اسوقت بلوچستان میں آج بھی مجھے پیشیں سے فون آیا کہ ہمیں تین گھنٹے سے زیادہ بجلی نہیں مل رہی ہے اور وہاں پر تقریباً ساری ٹھیکانے چھ ہزار ٹیوب ویل ہیں جس پر باغات ہیں جس پر فصلات ہیں۔ اور ان میں اسوقت پھول لگے ہوئے ہیں۔ پنیری لوگ لگارہ ہے ہیں۔ جب آج ایک بہت بڑے سیکٹر کو جس سے لوگ وابستہ ہیں اُن کے ذریعہ معاش ہے۔ اُن کی روزگار ہے، اُن کی زندگی ہے۔ آج بلوچستان کی حالات آپ دیکھ لیں، جس نجح پر پہنچ چکی ہے۔ آپ ان لوگوں سے بھی اگر یہ ذریعہ معاش چھیننا چاہتے ہیں۔ تو اُس کے بعد بلوچستان کی جو بھی حالات ہوگی وہ آپ ہی کے سامنے ہوگا۔ جس طرح میرے منستر نے کہا کہ ایئر پورٹ پر منظر صاحب بھی موجود تھا، جس طرح ہم نے ایئر پورٹ پر اُن کا استقبال بھی کیا اُن کو اینے ساتھ بھی بیٹھا یا لیکن وہ یہاں

گورنر ہاؤس، وزیر اعلیٰ ہاؤس، تک بھی نہیں گئے۔ یعنی بلوچستان کی اہمیت کا ہم کہتے ہیں اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بھلی کو لے لیں۔ تو کیوں بھلی کو لے لیں؟ وہ جو خسارے میں ہے، آپ ہمیں دے رہے ہیں۔ ہم سیندک کو لینا چاہتے ہیں۔ ہم ریکوڈ یک کو لینا چاہتے ہیں۔ ہم گواہ کو لینا چاہتے ہیں۔ ہم اس کے مالک ہیں۔ یہ بلوچستان کا سب سے پہلے ان بلوچستانیوں کا حق ہے۔ اُس کے بعد پھر ملک کے دوسرے صوبوں کا حق ہے۔ جب قرض ہوتا ہے ”کہ ہم آئی ایم ایف کے قرضدار ہیں“۔ تو اُس میں ہم سب قرضدار ہیں لیکن جب کھانے ہوتے ہیں۔ جب پراجیکٹ کی بات ہوتی ہے۔ آپ ایک جناب اپیکر صاحب! لاہور کی رنگ روڈ پر تقریباً ارب بوں نہیں کھربوں روپ پر خرچ کرتے ہیں۔ تو کیا آپ پورے بلوچستان میں جس میں صرف آپ 70 ارب روپے جو ہے صرف آپ اُس کے لاءِ یڈ آرڈر پر خرچ کرتے ہیں۔ اگر آج بلوچستان میں بد قسمتی ہے بلوچستان کے حالات بہتر ہوتے بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ کوئی انصاف ہوتا ہے بلوچستان کے لوگوں میں احساس محرومی نہیں ہوتی، آج آپ کو یہ 70 ارب روپے بجائے اس کا کسیکورٹی پر خرچ کرتے۔ آج آپ یہ 70 ارب روپے ہمارے سکولوں پر، ہمارے ہسپتا لوں پر، ہمارے طباء پر، ہمارے روزگار پر، ہماری معیشت پر خرچ کرتے تو یہ بلوچستان گل گزار ہوتا۔ یہاں کیوں لڑائی جھگڑے ہوتے آج پھر بلوچستان کو نجح پر لے جانا چاہتے ہیں۔ جناب اپیکر صاحب! اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے جو لوگ ہیں جو بھی ہیں چاہے اس وقت جس کی بھی حکومت ہے۔ وہ بلوچستان پر کوئی انکی، اس کو اہمیت نہیں دیتے وہ بلوچستان کو اس کی کوئی جس طرح منظر صاحب نے کہا کہ ہمارے پارلیمنٹریں کے پدرہ لوگ جو بلوچستان سے ہم اپنے خرچ پر ٹکٹ کر کے اسلام آباد جاتے ہیں، وہ ایک دو گھنٹے کے لئے ہمارے اس سے مذاکرات ہوتے ہیں۔ وہ بجلی اور گیس جوزندگی ہماری بنیادی ضرورت ہے۔ لیکن وہ بھی ہمیں سُنے بغیر جو ہے یعنی اتنا بڑا اونڈر کو جس پر اسمبلی میں ہم بحث کر کے یہاں فرار داد پاس کر کے، اُس کے بعد ہم وفاق سے، وزیر اعظم سے ٹائم لینا چاہتے ہیں۔ لیکن اُس کی کمیٹی ملتی ہے۔ اور پھر اُس کمیٹی میں ہماری کیا اہمیت ہوتی ہے ہماری کیا حیثیت ہوتی ہے۔ آج بلوچستان کے عوام اگر یہ چیختے ہیں، چلاتے ہیں، آج آپ کو روڈوں پر جو تماشا نظر آتا ہے آج لاشیں نظر آتی ہیں جناب اپیکر صاحب! اس کے پیچے وہ تمام عوامل موجود ہیں جو اس صوبے کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ مخدارا اس صوبے پر حکم کیا جائے۔ آج بھی اگر بجلی کی بیہی پوزیشن ہے۔ 400 میگاوات جناب اپیکر صاحب! اور اس سیزرن میں جب ہماری کاشکاری کا سیزرن ہے۔ تو اس بجلی کو بڑھایا جائے۔ گیس آج بھی جناب اپیکر! بہت سارے علاقوں میں ابھی موسم ٹھنڈا بھی ہو چکا ہے لیکن آج بھی لوگوں کے چوہے بہت سارے علاقوں میں نہیں جلتے ہیں زیارت جیسے علاقے ٹھنڈا علاقہ ہے جہاں اسی لیئے گیس لے جائی گئی ہے کہ وہاں صنوبر کے جنگلات کو بچایا جائے لیکن پورے سیزرن میں زیارت میں گیس نہیں رہی ہے۔ پشین تک تو ہم نے گیس پہنچائی ہے لیکن آج پشین میں پھر بھی گیس نہیں رہی ہے مستونگ اور قلات

تک ہم نے گیس پہنچائی لیکن قلات میں بالکل گیس ہی نہیں تھی۔ مستونگ سٹی میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ تو جناب اپیکر صاحب! ہماری یہ پوزیشن ہے تو میں کہتا ہوں کہ آج آپ ماشاء اللہ ہمارے پرانے پارلیمنٹریین ہیں جس تجربہ کا رجھی ہیں آج دوبارہ رولنگ دے دیں جناب اپیکر صاحب! بلوچستان کے مسئلے کو سنجیدگی سے لیا جائے اُنکے روزگار کو نوجوانوں کے اُنکی گیس اور بچکی کو اور خاص کر صوبے میں اس وقت جو فناں کا مسئلہ ہے ہماری یونیورسٹیوں میں اساتذہ کے لئے جناب اپیکر صاحب آج تنخوا ہیں نہیں ہیں۔ آپ میونپل کار پوریشن، ایک چھوٹا شہر جس طرح نواز شریف کہتا تھا کہ چار گلیوں کا یہ شہر ہے آج یہ اس شہر اور اس کی گلیوں کو ہم صاف نہیں کر سکتے ہمارے سارے سوچپر زہڑتال پر ہیں ہر گلی میں جائیں نالیاں بند پڑی ہیں کچھے پڑے ہیں اُنکے پاس تنخوا ہیں نہیں ہیں ان کے پاس پیے نہیں ہیں یہ یہ ہے اس بلوچستان کی حالت اور ہم کہتے ہیں کہ بلوچستان پاکستان کا مستقبل ہے اگر بلوچستان پاکستان کا مستقبل ہے تو اسے سنوارنے کے لئے کم ازان کے لئے یہاں کے رہنے والے بائیوں سے تو انصاف کیا جائے۔

جناب اپیکر صاحب۔ اذان ہو رہی ہے

(خاموشی۔ اذان)

جناب اپیکر صاحب! آپ سے گزارش ہے کہ آپ ایک رولنگ دوبارہ دے دیں وہ وفد جس نے بلوچستان آنا تھا انہوں نے کہا وہ ہماری بتیں وہاں نامکمل رہ گئیں۔ ”کہ ہم بلوچستان آ کر کے یہاں ان باقتوں پر دوبارہ ایک میٹنگ کریں گے“ تو وہ اب تک ایک ہفتہ کا انہوں نے کہا کہ ”ہم ایک ہفتے میں آئیں گے“ آج ایک میئنے سے زیادہ گزر گیا ہے یہاں بلوچستان میں کوئی نہیں آیا ہے۔ یہاں بلوچستان کی جو پہلے پوزیشن تھی وہ اب مزید ابتر ہو گئی ہے ہماری گیس بجلی خاص کر ہماری فناں کی پوزیشن اور آج کل بلوچستان میں جو کام ہو رہا ہے یہاں پر کنسٹرکشن کے کام ہو رہے ہیں روڈز اور نالیوں کے کام ہو رہے ہیں تو آپ یہ رولنگ دے دیں کہ کم از کم انکو یہاں آنا چاہیے اگر نہیں آتے ہیں تو ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ لوگ بلوچستان کے عوام کو کوئی اہمیت اور کوئی حیثیت نہیں دیتے ہیں۔ شکریہ جناب اپیکر۔

جناب اپیکر: نہیں یہ جو وفد تھا یہ اپنا عمران خان کے زمانے میں تھا یا شہباز شریف کے زمانے کا ہے؟ کون کون سے وزراء تھے۔

میرزا علی ریکی: جناب اپیکر صاحب۔

جناب اپیکر: نہیں وہ تو آئے تھے اسلام آباد سے۔ نہیں یہ تو گئے تھے اپنے بجلی اور گیس کے مسئلے میں۔

میرزا علی ریکی: جناب اپیکر صاحب یہ وفد کے بارے میں جو ہم لوگ گئے تھے اسی کے بارے میں اگر دو منٹ آپ مجھے دے دیں۔

**جناب اسپیکر:** آپ چھوڑ دیں ایک آپ کو وہ چیز بتا رہا ہوں کہ جس سے تھوڑا ہماری بات کا وزن اور شناوی کتنی ہوتی ہے۔ کتنا سنتے ہیں وہ اپنی جگہ۔ لیکن ٹریوری پیچر کا جیسے زمرک خان نے بات کو اٹھایا ہے اسی طرح ہی ایم بھی اسی چیز کو سپورٹ کرے پھر وزن ہو گا آپ کی بات کا۔

**میرزا عبدالعلی ریکی:** اگر جناب اسپیکر صاحب یقین کر لیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اس دفعہ اسلام آباد والے ہمارے ساتھ ایسا میں کہتا ہوں بلوچستان یقین کریں یہ ساری گیلری میں ہمارے سارے معزز اراکین بیٹھے ہیں اسلام آباد والوں نے ہمیں اُس نظر میں دیکھا میں کہتا ہوں کہ سمجھو کہ ہم پاکستان کے نہیں ہیں۔ خواجہ آصف ہے، خرم ہے، پتھنیں کیا کیا ہے۔ یقین کریں جناب اسپیکر صاحب خدار امیں کہتا ہوں اگر شہباز شریف پرائم منستر ہے سو شل میدیا والے، یہ میدیا والے پلیز یہ جو میں ادھر بات کر رہا ہوں اسکو چلائیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ہم اسپیکر بمعدہ ہمارے منستر کے، منستر انجینئر زمرک صاحب تھا پی ایڈیٹری کا منسٹر تھا، ہمارے پشتو نخواکے نصر اللہ زیرے تھا جمعیت کے، ملک نصیر اور میں بھی تھا بی این پی کے ملک نصیر صاحب تھے یقین کریں جناب اسپیکر صاحب! دس منٹ بیٹھا خواجہ آصف، مذاق مذاق میں یعنی سمجھو ہم ایم پی اے نہیں ہیں بلوچستان کے، ہم بلوچستان کے ایم پی ایڈمنسٹریٹر اسپیکر بیٹھے ہیں اس نے دس منٹ میں جناب اسپیکر صاحب ہمارا مذاق اڑانا شروع کر دیا آخر میں یہ ملک نصیر نے غصہ کیا کہا خواجہ آصف آپ بات سنیں آپ بات کرنے آئے ہیں ہم بات کرنے آئے ہیں آپ ہمارے ساتھ مذاق نہیں کریں اگر آپ بات نہیں سننا چاہتے ہیں ٹھیک ہے آپ ہمیں بتا دیں ہم بلوچستان والے ہم جائیں گے۔ ہم گئے تھے جناب اسپیکر صاحب بجلی کے بارے میں بلوچستان کی۔ پندرہ سے بیس ارکین تھے۔ یقین کریں آخر میں میں نے کہا جناب منسٹر صاحب ہم یہاں پر چائے اور سکٹ پینے کھانے کے لئے نہیں آئے ہیں ہم بات کرنے اور اپنا حق مانتے آئے ہیں آپ بات کریں۔ ابھی آپ اس سیٹ پر اگر بیٹھے ہیں ہماری بدولت بیٹھے ہیں آپ اگر پرائم منستر ہیں ہمارے اتحادیوں کے حوالے سے پرائم منستر بنے ہیں یہ کیا مذاق آپ نے بنایا ہے۔ یقین کریں اسپیکر صاحب یہ خواجہ آف دس پندرہ منٹ کے بعد اٹھ کے کہا کہ جی مجھے پرائم منستر نے بلا یا ہے میں جا رہا ہوں وہ اٹھ کے چلا گیا ہماری باتیں اُسی طرح رکھیں۔ ابھی نصیر صاحب آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ آئیں گے جھوٹ تھا فراڈ ہے کوئی نہیں آئے گا۔ کوئی آپ کی بات سننے کے لئے نہیں آئے گا۔ یہ ذہن سے نکال دیں۔ کرنا ہے بلوچستان میں خود کریں اس وفاق کے بارے میں چاہے جو بھی ہیں چاہے پیپلز ہے نون ہے پیٹی آئی ہے جو بلا ہے اگر ہم بلوچستان میں اپنے حق اور حقوق کی بات کریں۔ وہاں پر جانے پر وہاں پر بیٹھنے پر آپ کو وہ چوکیدار کی نظروں سے بھی نہیں دیکھے گا جناب اسپیکر صاحب۔ یقین کریں ہمارے اتنا بے عزتی ہو گئی خدا کی قسم میں کہتا ہوں کہ آئندہ اگر مجھے اسپیکر صاحب آپ نے کہا کہ وفاق میں جانا ہے، اسلام میں جانا ہے اگر میں زا بد ہو گیا میں لعنت کرتا ہوں اُن منстроں

کے پاس آنے پر۔ لعنت ہے سو بار لعنت ہے۔ آپ کے پارٹی کے قائدین سے ملوں گا۔ مگر ان لوگوں کے ساتھ ملنے کا میں گوارہ نہیں کرتا ہوں مجھے خود میری عزت ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے میں اتنا بے عزت نہیں ہوں کہ میں وہاں جا کر کے ٹیکھوں اور خواجہ آصف اور خرم آجائے ہمارا مذاق اڑاکیں اور اٹھ کے چلے جائیں یہ حال ہے جناب اسپیکر صاحب یہ ہماری حالت ہے اور یہ موقع نہیں رکھیں ملک نصیر صاحب کو وہ آئیں گے یہاں سبیل والے موقع نہیں رکھیں نصر اللہ زیرے صاحب یہ نہیں آئیں گے جناب حیہ بالکل نہیں آئیں گے آپ کا بھلی کا مسئلہ آپ کا گیس کا مسئلہ کوئی سننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ یہ میری بات ہے جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر:** جی زادب صاحب شکریہ۔ نصر اللہ زیرے صاحب۔ اصغر صاحب پھر احسان شاہ صاحب پھر اصغر آپ کی طرف آتے ہیں۔ جی نصر اللہ زیرے صاحب۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میں یقیناً ان باتوں کی تو میں تائید کرتا ہوں میں خود اس delegation میں موجود تھا میں ایک پلک امپارٹمنٹس پر بات کروں گا مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے میں گے۔

**جناب اسپیکر:** اسی سے متعلق ہے۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر صاحب! ایسا ہے کہ 2021ء کو 17 جون کو پشتو نخواہی عوامی پارٹی کے ہمارے اس وقت کے صوبائی صدر مرکزی سیکریٹری عثمان خان کا کڑ پر حملہ ہوتا ہے۔ اسکے گھر میں۔ پھر 21 جون کو ان کی شہادت کا المناک واقع ہوتا ہے۔ 22 جون کو ان کے جسد خاکی کو روڈ کراچی سے کوئٹہ اور جس طرح ان تمام علاقوں میں حب سے لیکر کے پھر جتنے شہر آتے ہیں وہاں پر جس طرح لوگوں نے انہیں خراج عقیدت پیش کی ہے شاید ہی اس صوبے میں کسی کو نصیب ہوا ہو۔ پھر آپ نے دیکھا 23 جون کو ان کی تدفین ہوتا ہے اُنکے آبائی گاؤں مسلم باغ میں جس میں لاکھوں لوگ شرید ہوتے ہیں یقیناً یہ ایک بہت بڑا سانحہ تھا اور ہم نے اس وقت ہماری پارٹی نے مطالبہ کیا کہ وفاقی حکومت صوبائی حکومت عثمان خان کا کڑ شہید جس کو ملی شہید کا خطاب ملا اُسکی ان شہادت کے واقعہ کی عدالتی تحقیقات کی جائے۔ اور ہم نے جسٹس قاضی فائز عیسیٰ کی سربراہی میں کمیشن بنانے کا ہم نے مطالبہ کیا جناب اسپیکر! مجھے افسوس ہے کہ آج 21 ماہ ان کی شہادت کو پورے ہونے کو جارہا ہے۔ ان 21 ماہ میں اس سے پہلے ایک اور حکومت تھی، آج تو بفضل خدا جیسا بھی ہے جس نے بھی لایا ہے بہر حال PDM کی حکومت ہے اور ملی شہید عثمان خان کا کڑ PDM کے standing committees کے ایک فعال رہنماء تھے جو تمام مشاورت میں وہ شامل تھے PDM کی اس وقت کی جو resistance تحریک چل رہی تھی چاہے آزادی مارچ ہو چاہے دوسرا مارچ ہو، ان کے تمام فیصلوں میں وہ شریک تھے۔ اور آج PDM کی حکومت ہے۔ اور اس دوران جو سب سے اہم کارنامہ ہوا ہے جناب اسپیکر! ہماری حکومت نے

وفاق نے صوبے نے تو کوئی اس پر اقدام نہیں اٹھایا ہے۔ ابھی حال ہی دونوں میں united nation نے اقوام متحده کا جو ذلیل ادارہ ہیں، انسانی حقوق کو نسل، انہوں نے حکومت پاکستان کو رسماً لیٹر لکھا ہے کہ آپ شہید عثمان خان کا کڑ کی شہادت کے المناک واقعہ کی 60 دن میں تحقیقات کریں۔ اور رپورٹ اقوام متحده میں جمع کرائیں۔ یہ ایک بڑی اہم پیشافت ہے۔ شاید ہی یہ پہلا کسی لیڈر سے متعلق اس قسم کا اقوام متحده نے کوئی بیصلہ کیا ہو۔ اور انہوں نے باقاعدہ حکومت پاکستان کو لیٹر بھیجا ہو، یہ first time ہوا رہا ہے۔ انہوں نے سب کچھ دیکھا کیونکہ اس سے پہلے بھی شہید عثمان خان کا کڑ پر حملہ ہوا تھا۔ اور آج اقوام متحده مطالبہ کر رہا ہے کہ ان 60 دنوں میں آپ شہید عثمان خان کا کڑ کی شہادت کا تحقیقات مکمل کر کے وہ اقوام متحده میں آپ بھیج دیں۔ تو آج یقیناً PDM کی حکومت ہے۔ PDM میں شامل پارٹیاں ہیں، وزیر اعظم صاحب، میاں شہباز شریف صاحب ہیں اور ان سے دیگر ہمارے دوست اُس کا بینہ میں وہ موجود ہیں۔ تو آپ کے توسط سے جناب اسپیکر! آپ کے good office سے کم از کم یہ طالبہ جانا چاہیے کہ وزیر اعظم صاحب! جو ہماری انسانی حقوق سے متعلق وزیر صاحب ہیں، جو ہمارا foreign minister صاحب ہے، بلاول بھٹو زرداری صاحب، جو ہمارا وزیر داخلہ صاحب ہے رانا ثناء اللہ صاحب، باقی حکومت، باقی پارٹیاں کم از کم اتنی وہ ہمت کریں کہ وہ اقوام متحده کے اس لیٹر کا، اس مطالبہ کا کہ انہوں نے کہا ہے کہ تحقیقات کی جائے، کم از کم ہماری حکومت، وفاقی حکومت اپنا یہ فریضہ سرانجام دیدیں اور عثمان خان کا کڑ شہید کی شہادت کا جو واقعہ ہوا ہے، اُس کی تحقیقات کریں۔ جناب اسپیکر! عثمان خان کا کڑ شہید آپ خود جانتے تھے کہ وہ ایک تو ان آواز تھے۔ وہ اس طرح اسمبلی میں سینٹ میں بولتے تھے۔ جناب اسپیکر صاحب! آج سینٹ میں آپ کی آواز خاموش کردی گئی ہے۔ آج آپ کی آواز وہاں پر نہیں ہے۔ وہ جب اگر کسی پشتوں پر حملہ ہوتا تھا تو وہ بھی اس کے آواز اٹھتا تھا۔ اگر وہ حیات بلوچ ہو چاہے وہ پنجاب میں کسی پر ٹلم ہو، تو ملی شہید عثمان خان کا کڑ بڑی جرات کے ساتھ بولتا تھا۔ انہوں نے اپنے آخری تقریر 10 مارچ 2021ء کو الوداعی تقریر میں اپنا FIR chalk کیا تھا انہوں نے چیز میں کو مناسب کیا کہ مجھے دھمکیاں مل رہی ہیں اور مجھے کہا جا رہا ہے "کہ آپ اس بیانی سے دستبردار ہو جاؤ ورنہ آپ کی جو صورت حال ہے جو آپ کے ساتھ ہم کریں گے کہ آپ کو ہم شہید کریں گے"۔ انہوں نے سینٹ کے چیز میں سے آپ کی جو صورت حال ہے جو آپ کے ساتھ ہم کریں گے کہ آپ کو ہم شہید کریں گے۔ کہا لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اُس وقت کی حکومت نے اُس کی حفاظت نہیں کی اور انہیں با توں on the Floor کی وجہ سے اُن کو شہید کیا گیا۔ تو میں کے good office سے میری request ہو گی کہ کم از کم آپ وفاقی حکومت کو لکھیں کہ وہ اقوام متحده کے اس جو لکھا ہے اس کا جواب وہ دے دیں۔ بڑی مہربانی۔

**جناب اسپیکر:** جی بالکل، یہ آپ کے اس point، نظرے کے حوالے سے میں بالکل لیٹر بھیجوں گا۔ وزیر اعظم صاحب اُن کو بھی اور foreign minister صاحب کو بھی۔ یہ احسان شاہ صاحب! آپ کی باری سے۔ آج جائے گی آپ کی

باری۔ آپ لیٹ آئے تھے تھوڑا صبر اور حوصلے سے۔

**وزیر صحت:** شکریہ جناب اسپیکر! زمرک خان صاحب نے جس حوالے سے بات کی اور مرکز نے جو روئیہ اپنایا ہمارے معزز ارکین کے ساتھ، جس میں کا بینہ میں ممبر اور ہمارے معزز اسٹبلی کے رکن تھے، یہ جناب والا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ میں الحمد للہ اس صوبے کا تقریباً وزیر نزدیک رہا ہوں تین حکومتوں میں۔ اس بات کا مجھے صحیح ادراک ہے کہ وہاں ہمارے ساتھ ہوتا کیا تھا۔ جناب والا! اگر ہم یاد کریں تو سردار اختر میٹنگ صاحب کی حکومت تھی 1997ء میں اور وہ single majority party تھی، گیارہ، بیالیس کی ایوان میں گیارہ سیٹیں ہم لے کر آئے تھے جمیعت اور JWP کے ساتھ ہم نے مل کر حکومت بنائی۔ اُس کا بینہ میں بھی میں فناں منستر تھا۔ لیکن ہم وہاں تنخوا ہوں کے لیے جاتے تھے اسلام آباد۔ وہ ایک مضبوط حکومت تھی سیاسی، میں کسی حکومت پر نہیں کہتا کہ کوئی کمزور یا زیادہ۔ لیکن وہ ہم اُس ادوار میں دیکھیں 70ء کے بعد جب سردار عطاء اللہ خان کی حکومت تھی، نواب محمد اکبر خان بگٹی کی حکومت تھی، اُس کے بعد جتنی حکومتوں آئیں تو وہ سب سے زیادہ مضبوط اور نمائندہ حکومت تھی بلوچستان کی عوام کی۔ اُس وقت سردار اختر جان سے جب کہا، یہ ہمارے صحافیوں نے ”کہا ب آپ کا اسلام آباد کاروئی کیسا ہے آپ کے ساتھ؟“ سردار صاحب نے کہا ”کہ ہمیشہ اسلام آباد سریوں میں بلا تھا، اب بات نہیں کرتا لیکن سریوں ہلاتا ہے۔“ جب وہ اتنی مضبوط حکومت اور وہ صحیح ایکشن اور بالکل true نمائندگی تھی اس اسٹبلی کے اندر بلوچستان کے عوام کی۔ اُس وقت یہ حال تھا اور اُس وقت کے چیف ایگزیکٹو کا یہ بیان آج بھی اخباروں میں موجود ہیں۔ اُس کے بعد جناب والا آپ جناب کی حکومت آئی آپ کی حکومت میں بھی آپ نے مہربانی کر کے مجھے پھر فناں کی ذمہ داری دی۔ اور ہمارے ساتھ پی اینڈ ڈی کا سینئر منستر تھا امیر زمان صاحب (مرحوم) اللہ پاک اُن کو جنت الفردوس میں جگہ دے، آئیں۔ جناب والا ایک مالی سال میں میٹنگیں ہوتی رہیں، اسحاق ڈارو ہاں پر منستر تھا، پلانگ کمیشن بھی اُس کے پاس تھا فناں بھی اُس کے پاس تھا۔ تو وہاں پر جناب والا میٹنگیں ہماری ہوتی رہیں جس طرح ہوتی ہیں جب بجٹ پیش کرنے سے قبل جو میٹنگیں ہوتی ہیں۔ میٹنگیں چلتی رہیں، چلتی رہیں، جب NFC کی میٹنگ آئی، جس میں فائل ہونا تھا اور چاروں صوبوں کے چیف منسٹر زنے، پرائم منسٹر بیٹھ کر کے اس کی منظوری دیتی تھی۔ وہاں پر جناب والا یہ بات میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ افسوس کہ ساتھ فیڈرل پی ایس ڈی پی تھا 120 ارب روپے کا۔ اور بلوچستان کے لیے کیا تھا 60 لاکھ روپے صرف۔ 120 ارب کی پی ایس ڈی پی میں بلوچستان کے لیے 60 لاکھ روپے تھے۔ اور وہ 60 لاکھ روپے کس مقصد کے لیے تھے؟ تفتان میں ایسی کا پوسٹ تھا کوئی اور گواہ روپی سٹرکٹ میں کھوٹ گاڑ کے چیک پوسٹ تھے۔ کوئی ائر پورٹ پر ایئر بیس پر ASF کا بیرک بنانا تھا ایک۔ ان مقاصد کے لیے 66 لاکھ روپیے رکھے تھے۔ پھر جناب والا! میں نے اُس میٹنگ سے واک آؤٹ کیا میں نے کہا جی آپ پر 66 لاکھ

روپے بھی رکھ لیں۔ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تاکہ میں جا کر بلوچستان میں بلوچستان کے عوام کو بتا سکوں اپنی گورنمنٹ کو اپنے چیف منسٹر کو بتا سکوں کہ اسلام آباد میں ہمارے لیے کچھ نہیں ہے۔ اس پی ایس ڈی پی پر ہم پر احسان نہ ڈالیں کہ 66 لاکھ روپے ہمیں دے رہے ہیں۔ میں نے واک آٹ کیا امیر زمان نے واک آٹ کیا ہم گئے بلوچستان ہاؤس۔ دوسرے دن پھر انہوں نے کہا کہ جی یہ تو بڑی زیادتی ہوئی ہے انہوں نے واک آٹ کیا ہے یہ ایک صوبہ آٹ ہو گیا۔ دوسرے دن پھر انہوں نے بلا یا کہ شاہ صاحب کیا چاہتے ہیں کیا کریں اب تو چیزیں بھی final stage پر ہیں؟۔ چھوٹی اسکیم اب آئھیں سکتیں؟ میں نے کہا دیکھوں 66 لاکھ روپے سے تو زیادہ میں نے میرے عملے نے پی اینڈ ڈی والوں نے بلوچستان کے افسروں نے اسلام آباد آنے جانے میں زیادہ خرچ کیے ٹی اے ڈی اے میں۔ جہاز کے اخراجات میں۔ اور آپ ہمیں 66 لاکھ روپے دے رہے ہیں۔ کہتا ہے چلیں ٹھیک ہے آپ پھر یوں کریں میگا پروجیکٹ بتائیں۔ پھر اس میں سے کسی افسر نے کہا سر! میگا پروجیکٹ تو نہیں ہو سکتا اس لیے کہ آئی ایم ایف نے ورلڈ بینک نے پابندی لگادی ہے کہ جب تک پاکستان میں پہلے والے میگا پروجیکٹ complete نہیں ہوتے نئے میگا پروجیکٹ آپ نہیں لے سکتے۔ اس نے یہ کہہ دیا۔ میں نے کہا پھر ٹھیک ہے ہم واپس چلتے ہیں۔ کہتا ہے نہیں نہیں بیٹھیں کوئی حل نکالتے ہیں۔ میں نے کہا کہ چلو جی بیٹھیں آپ حل نکال لیں۔ پھر انہوں نے کہا چلوں ایک اسکیم بنادیں۔ میں نے کہا گوارڈ پورٹ۔ کہتا ہے اچھا! یہ تو بہت بڑا اسکیم ہے۔ میں نے کہا پھر آپ کہتے ہیں کہ پورے صوبے کے لیے ایک اسکیم دے دو میرے پاس ایک اسکیم یہ ہے آپ یہ لے لیں۔ پھر انہوں نے حل نکالا کہ سر ٹھیک ہے شاہ صاحب اس کا پھر حل یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم اس کو ٹھنڈ کی base پر لیتے ہیں کہ اس کی investment فناں جو ہے وہ باہر سے آئیگی وہ ٹھنڈ کی base پر ہمیں بنایا کر دیں گے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے یہ میرا مسئلہ نہیں ہے آپ کا مسئلہ ہے، کر دیں۔ وہ اسکیم انہوں نے کہ ٹھیک ہے وہاں سے approved ہو گیا جناب! میں جب یہاں پر آیا دوسرے، تیسرا دن یہاں کے اخباروں میں پاکستان کے اخباروں میں leading news لگی تھی۔ کہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک نے پابندی لگادی ہے اور یہ اسکیم جو ہے اُنکے اُس پر اُنکے ساتھ جو ایگر یہ میں ہو اُسکے خلاف ہے۔ وہ جناب والا! وہ اسکیم رہی گئی۔ پھر آپ گئے۔ آپ نے پھر وہاں پر پرائم منسٹر سے بات کی، دوسروں سے بات کی۔ مجھے یاد نہیں کروڑوں میں تھے شاید وہ پیسے ہمیں مل گئے تھے کچھ۔ تو یہ رویوں کی بات کر رہا ہوں کہ اسلام آباد کا رویہ بلوچستان کے ساتھ شروع سے کیا تھا۔ جبکہ یہاں پر نمائندہ حکومت کی تھا اُس اسٹبلی میں کیا تھا بعد والی اسٹبلیوں کا تو ہم سب کو پتہ ہے جناب والا اب اُسکو چھوڑ دیئے سیند ک کو دیکھ لیجئے سیند ک اسٹارٹ ہوا جناب والا ذوالفقار علی بھروسہ صاحب کے دور میں اور PPL کا شیئر تھا۔ بلوچستان گورنمنٹ کا نہیں تھا لیکن وہ زمین تو بلوچستان کی تھی۔ لیز تو بلوچستان نے دی اُسکے لئے مائینگ ڈیمارٹمنٹ کی لیز ہے اُنکے پاس۔ اُس

وقت سے لیکر کے جب نواز شریف کی پچھلی حکومت تھی اُس میں فیصلہ ہوا کہ PPL کی جوشیر ہیں وہ ٹرانسفر کیتے جائیں گے حکومت بلوچستان کو اُس وقت چودھری شاڑ علی خان صاحب وہاں پر پیٹرو لیم کے مسٹر تھے۔ فیصلہ ہو گیا۔ بڑے خوش ہو گئے۔ اور اُسکی وجہ جناب؟ وجہ یہ تھی کہ جتنی انویسٹمنٹ PPL نے اُس وقت مرکزی حکومت میں کی تھی اس سینڈک میں اب تک وہ اُس سے سو گناہ زیادہ پیسہ کما چکے ہیں اسی پر جیکٹ سے سو گناہ زیادہ پیسہ کما چکے ہیں۔ اب جناب والا اب جب سو گناہ زیادہ پیسہ کمانے کے بعد ہم کہتے ہیں کہ جتنے شیئرز PPL کا ہے بلوچستان کو ٹرانسفر کیتے جائیں وہ دن رہا آج کا دن کبھی اس سیکرٹری کے پاس فائل جاتا ہے کبھی وہاں جاتا ہے کبھی یہاں جاتا ہے کبھی ہماری حکومتیں چیخن ہو جاتی ہیں اور آج تک وہ شیئر بلوچستان گورنمنٹ کو ٹرانسفر نہیں ہوئے۔ اس کے علاوہ جناب والا بھی آپ جناب بھی تھے سینٹ کے گولڈن جوبلی میں بھی وہاں تھا وہاں پر ایک تواب یہ کس سے گلہ کریں ہمارے اپنے بھی وہاں پر جو ہے نام نمائندگی کوئی مؤثر نمائندگی معدتر کے ساتھ کہ جتنی ہونی چاہے اُتنی نہیں ہے وہ ہاؤس جو ہے وہ مرکزی وہ چار قمou کی ہاؤس ہے۔ فیڈریشن ہاؤس وہاں لکھا ہوا تھا بورڈ پر۔ لیکن جب بات کی جائے ہم کہتے ہیں کہ سینٹ کو فانشلی empower کی جائے سینٹ کے پاس مالی اختیارات ہونی چاہئے سینٹ کے پاس پاکستان کے چیف ایگزیکٹو کونکانے یار کھنے کے اختیارات کسی حد تک ہونے چاہئے کیونکہ وہاں چاروں صوبے موجود ہیں اور برابری کی بنیاد پر موجود ہیں لیکن جناب والا وہاں پر تو ایسا ہے نہیں سینٹ کی ڈیپیٹنگ کلب ہے وہاں جائیں بات کریں کوئی بل اگر وہاں پر جاتا ہے پاس ہو جاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ جس گورنمنٹ کی وہاں پر میجارٹی نہیں ہوتی ہے وہ جوانگ سیشن بلا لیتا ہے جوانگ سیشن میں پھر وہی بل پاس ہو جاتا ہے اور سیدھا چلا جاتا ہے پریزیڈنٹ کو۔ سینٹ کی حیثیت کہاں رہی۔ جور و ٹین کے معاملات ہیں جس بل پر کوئی قدغن نہیں ہے یا ڈپیٹ نہیں ہے وہ تو آرام سے آتے ہیں پاس ہو جاتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ لیکن حد یہ ہے کہ جس جہاں جس گورنمنٹ کی میجارٹی نہیں ہے وہ جوانگ سیشن کے تھروبل پاس کروائے کچھ دیتا ہے یہ تو ہمارے فیڈریشن ہاؤس کا حال ہے۔ اب جناب والا اگر ہمیں اس بات کا ادراک ہونا چاہیے اور اگر پاکستان واقعی فیڈریشن ہے اور جو کہ ہے تو اس فیڈریشن کا رنگ ہمیں ہر جگہ نظر آنی چاہیے۔ سینٹ کو زیادہ اختیارات دیتے جائیں۔ اور اُسکے ساتھ ساتھ جناب والا پیغمرا ہے، نہ رہے پتہ نہیں استیل مل ہے کتنے ادارے ہیں یہ تمام کے تمام اداروں میں بلوچستان کی نمائندگیاں اگر آپ دیکھیں میرے خیال میں شاید ایک دو میں شاید ایک دو میں بھروسہ ہوں بلوچستان کے۔ باقی تو سارے مبرزاں ایک یہ صوبے سے یادو صوبوں سے ہیں تو کیا یہ ادارے ان میں مالی طب نہیں ہوتے یہ employment نہیں دیتے فاصلہ یہ ان کی ڈولپمنٹ نہیں ہوتی؟ on-ground یہ سب کچھ ہوتا ہے لیکن بلوچستان کو کوئی نمائندگی دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ جناب والا جب میں خود سینٹ تھا تو میں نے سوال کیا کہ پاکستان کے حصے میں ہیں بتایا جائے صوبہ وار تفصیل دی جائے

کس صوبے سے کتنے لوگ ہیں؟ تین نام آئے تھے تین ناموں میں سے ایک نام جناب والا قریبیگ صاحب کا تھا باتی دو ایسے لوگ تھے جو ہم اس وقت سولہ یاستہ ممبر تھے ہم میں سے کسی کو پتہ نہیں تھا کہ یہ کون ہیں۔ یقیناً ڈو میسائل والے ہوں گے جنہوں نے بیہاں آ کر کے ڈو میسائل لے لیتے اور وہاں جا کر کے ڈو میسائل پر لگ گئے۔ دوسرا مجھے اپنا ایک سوال یاد ہے اسٹیٹ بینک کی جو گورنگ باؤ دی ہے اس پر میں نے سوال کیا کہ اس کی کمپوزیشن بتائی جائے تو جناب جواب آیا بلوچستان کا ایک ممبر بھی نہیں تھا۔ آزاد کشمیر کا ممبر تھا اس میں لیکن بلوچستان کا اسٹیٹ کی گورنگ باؤ دی میں ایک ممبر بھی نہیں تھا۔ یہ تو ہماری حالت رہی ہے۔ وفاقی اداروں میں نمائندگی کی بلوچستان کی اب اس پر سونے پر سہاگہ جناب والا نواز شریف صاحب کی حکومت میں یعقوب ناصران کی اپنی پارٹی سے تھریلوے کے منظر تھے وہ لگے کوئی سال ڈیڑھ، سال تو نہیں چھ مہینے آٹھ مہینے لگ بھگ وہ منظر ہے تھریلوے کے اُسکے بعد جب اسکونکاں دیا کابینہ سے نواز شریف صاحب کی ڈیڑھ دو سالہ حکومت میں بلوچستان کا ایک نمائندہ نہیں تھا مرکزی کابینہ میں۔ فیڈریشن اس طرح چلتی ہے؟ قوموں کو اس طرح مطمئن کیا جاتا ہے، وفاقی یونٹ کے ساتھ، اس طرح کا یہ طریقہ کاراپنایا جاتا ہے۔ یہ تو رو یہ ہے اسلام آباد کا ہمارے ساتھ۔ اور جناب والا یہ سرتاج عزیز صاحب فناں منظر تھے، ان دونوں ان کے ساتھ ہماری بات چیت ہوئی میرانی ڈیم کے حوالے سے تو وہ ہمیشہ آ کر کے کہتے تھے کہ جناب بیہاں پر یہ economically viable ہے۔ بھتی یہ economically viable کیسے نہیں ہے یہ تو ایوب خان کے دور سے چلا آ رہا تھا اس کی۔ تو ایک دن ہم ذرا سختی میں ہم الٹھ گئے۔ میں نے کہا کہ چلیں سیاچین پر آپ اس وقت دوسرو پر روٹی اخباروں میں آتا تھا کہ ڈیڑھ سو سے دوسرو روٹی سیاچین میں پہنچاتے ہیں اپنے جوانوں کو۔ میں نے کہا کہ سیاچین جہاں پر گھاس نہیں اگتا وہاں پر آپ ڈیڑھ سورو پر دوسرو پر کی ایک روٹی پہنچاتے ہیں کیا viable ہے وہ؟ اگر ملک کوئی کی دوکان کی طرح آپ نے چلانا ہے تو وہ علاقے آپ کو چھوڑ دیں جہاں سے آپ کو ریونیوں نہیں آ رہا ہے۔ چھوڑ دی اُن علاقوں کو پھر ان کو کیوں رکھا ہے؟ اب تو بلوچستان کو پورا بینے کی دوکان کی طرح لیا ہوا ہے کہ جی یہ viable ہے یہ viable ہے اور وہ ہی پروجیکٹ جناب والا جب وہ حکومت ختم ہو گئی مشرف کے دور میں کسی نے نہیں کہا مشرف کو معلوم تھا کہ viable project ہے اور وہ ہو گیا۔ جب ہم نے اس وقت کہا انہوں نے کہا کہ یہ economically viable ہے تو یہ تو رو یہ ہے جناب والا وفاقی کا ہمارے ساتھ۔ ابھی کی بات کرتا ہوں ابھی جب زمرک خان کے پاس یہ منظر نہیں تھا ڈیپارٹمنٹ فوڈ کا تھا، پھر زمرک خان اور فناں سیکرٹری اور چیف سیکرٹری صاحب تھے اور شاید ایک سیکرٹری ہمارے ساتھ تھے۔ ہم نے جناب والا وہاں پر کمیٹی بنائی تھی سی ایم صاحب نے کہ ہم وہاں پر جا کر کے بات کریں گے۔ مہربانی دوستوں نے مجھے کہا کہ سینئر آپ ہیں لیڈ آپ کریں میں نے کہا کہ چلیں میں کرتا ہوں۔ وہاں پر جب ہم گئے جناب والا فناں اور یہ ایڈ

ڈی والوں سے ملے وہ پیسے جو تیس ارب روپے، یہ جو بھی زمرک خان نے بات کی وہاں یہ بات بھی ہوئی تھی کہ فیڈرل گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر صوبہ کا کوئی بھی پروجیکٹ ہے وہ اگر excess میں جاتا ہے اگر اسکے لیے زیادہ وہ پھر صوبہ خود سے manage کرے فناں کا۔ ہم نے کہا یہ تو زیادتی ہے۔ یا بھی آپ نے کیا۔ ہم تو اپنے پی ایس ڈی پی کو فناں کرنے کے لئے ہمارے پاس اماونٹ نہیں ہے اور آپ کہتے ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ کے اگروہ rervise ہوتی ہے پی سی و ان تو وہ بھی آپ کریں۔ خیر وہاں پر فناں میں ایک بھلا آدمی تھا انہوں نے کہا کہ چلیں میں آپ کو اس بات پر سپورٹ دیتے ہیں، ہم آپ کو ہمارے حقیقی کسی حد تک ہم bear کر لیں گے۔ لیکن جناب والا وہ پیسے پی پی ایل کے لیز کے جو تیس ارب روپے میں کوئی جھگڑا نہیں تھا کوئی dispute نہیں تھا۔ کچھ بھی نہیں تھا۔ ہم نے کہا کہ یہ تیس ارب روپے میں تو کوئی dispute نہیں ہے کوئی جھگڑا نہیں ہے انکے پاس پیسے بھی ہے آپ ان سے کہیں کہ ہماری پیمانہ میں تیس ارب روپے ہمیں دے دیں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں یہ بات تو صحیح ہے اس میں کوئی dispute نہیں ہے پی پی ایل والوں سے بات کیا انہوں نے کہا کہ جی ابھی تک ایگر یمنٹ سائنس نہیں ہوا۔ پھر ہم نے کہا کہ ٹھیک ہے کہ ایگر یمنٹ سائنس نہیں ہوا تو آپ ہمارے صوبے سے گیس لینا بند کر دیں، ہم سے گیس نہ لیں جب ہمارا صوبہ کے آپ کے ساتھ ایگر یمنٹ سائنس ہو گا اُس دن سے آپ ہمارا گیس لیں ہم اپنا ڈیمانڈ رکھیں گے یہ میں اور زمرک خان دونوں تھے اُس میٹنگ میں۔ پھر انہوں نے کہا کہ نہیں جی یہ تو، جب جناب دینے کی باری آتی ہے تو ہزار بہانے ورنہ ایگر یمنٹ کا تو یہی طریقہ ہے کہ جب ایگر یمنٹ نہیں ہے تو آپ کس بنیاد پر ہمارا گیس لیکر کے جارہے ہیں کس بنیاد پر آپ ہمارے سوئی سادرن کو اور سوئی نادرن کو ہمارے گیس بیچ رہے ہیں۔ تو پھر نہ بیچیں ہمارا گیس اُن کو۔ جب ایگر یمنٹ ہو گا اُس وقت ہمارے تیس ارب دیں ہم آپ کو ایک ایگر یمنٹ پر سائنس ہو گا۔ اُس وقت ٹھیک ہے۔ تو جناب والا یہ روایہ آج کا نہیں ہے یہ روایہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کے روایے سے ہم تنگ آگئے ہیں یہ وہاں پر خواجہ آصف بیٹھیں یا وہاں پر کوئی اور بیٹھیں یا وہاں پر پیپلز پارٹی کا میٹھیں، پیپلز پارٹی والوں میں یہ ہے کہ وہ ذرا اخلاق میں بہتر ہیں۔ اخلاقیات بھی شاید ان میں کم ہیں۔ اس گورنمنٹ کے یا ان مسلم لیگ والوں میں۔ تو یہ حالات ہیں ہمارا مرکزی گورنمنٹ کے ساتھ۔ ہم کس کا روناروئیں۔ اب جناب والا سپریم کورٹ کو دیکھ لیجئے اب سپریم کورٹ وہ ادارہ ہے جہاں پر اگر صوبوں کے مابین جھگڑا ہو تو بھی ایک، ہی ادارہ ہے انصاف کا سپریم کورٹ۔ اگر مرکز اور صوبوں کے مابین جھگڑا ہو تو بھی ایک ادارہ ہے ہمارے انصاف کا۔ اور وہاں پر کوئی قانون کوئی قاعدہ کوئی رول نہیں ہے کہ کس صوبے سے کون سے کتنے لوگ آئیں گے وہاں پر۔ چیف جسٹس صاحب کی اپنی مرضی ہے جس صوبے سے سارے لے لیں یا کسی صوبے سے ایک لے لیں یادو لے لیں۔ تو فیڈریشن اس سے مضبوط نہیں ہوگی۔ اس سے شکوک و شبہات بڑھتے رہیں گے اس سے محرومیاں زیادہ ہوتی رہیں گی۔ یہی

وہ چیزیں ہیں جو قوموں کو ایک دوسرے سے دن بدن چاہے۔ سینٹی میٹر کے حساب سے لیکن روز بروز دور لیکر جا رہی ہے۔ تو ہمیں ان چیزوں کو address کرنا ہوگا۔ یہ پی ڈی ایم اے کو حکومت ہو یا کوئی بھی حکومت ہو کم از کم انصاف جہاں سے ہم سارے پاکستانی سارے صوبے فیڈرل گورنمنٹ ہر کوئی توقع رکھتا ہے یہاں سے ہمیں انصاف ملے گا۔ وہ اپنے اندر خود تو انصاف لے آئیں جناب۔ اور اسی حوالے سے جناب والا! آپ کو یاد ہو گا تاج جمالی صاحب جو تاج محمد خان جمالی صاحب چیف منستر تھے 1990ء میں، میں سینٹر تھا ان دونوں میں۔ اُس وقت بھی بھی ہوا۔ مجھے یاد ہے تاج محمد خان جمالی صاحب کو بلا یا تھا پر ائم منستر نے، پر ائم منستر ہاؤس ناشتے کیلئے۔ وہاں پر گئے میٹنگ ہوئی بات چیت ہوئی کوئی ایسی بات ہو گئی لیکن آفرین ہے اُن کو کرتاج جمالی صاحب نے ناشتے چھوڑ کر واک آؤٹ کیا کہ میں جا رہا ہوں اگر آپ لوگوں کا یہی رو یہ ہے تو میں واپس جا رہا ہوں۔ تو یہ ہمارے ساتھ وفاق کا رو یہ اور طریقہ ہے۔ آج تو خیر میں تیاری کے ساتھ نہیں تھا جو باقی میں یاد تھیں۔ لیکن آپ جناب کی تجویز کو میں سپورٹ کرتا ہوں کہ ایک دن full Assembly کا session ہو جس میں قائد ایوان ہو، اپوزیشن لیڈر ہو، تمام ممبران ہوں اور سب بیک زبان ہو کے جو جائز مطالبات ہیں، جو آئین کے اندر جو ہمیں وہ حقوق دیئے گئے ہیں جو آئین کے اندر ہمیں حقوق حاصل ہیں اُن کے مطابق دو بدو دو ٹوک الفاظ میں فیڈرال گورنمنٹ کے ساتھ بات کی جائے۔ یہ معدتر خوانا انداز جو ہم نے اپنایا ہوا ہے یہ انداز ہمیں نہ فائدہ دیا ہے اور نہ دے گا۔ ہمیں دو ٹوک انداز میں مرکز کے ساتھ بیٹھ کر بات کرنی چاہیے اور جناب والا! آپ تو وہاں تھے اب نام لینا مناسب نہیں ہمارا یہ نمائندہ بلوچستان کا فیڈریشن میں، یہ سینٹ میں اٹھ کر کہتا ہے کہ جناب سینٹ کو financial power دیئے جائیں۔ اب financial power تو ہم مانگ رہے ہیں کہ سینٹ کے ادارے کو دیا جائے۔ اس کو مالیاتی بل میں اختیار دیا جائے۔ انہوں نے گھما پھرا کے یہ کہا کہ سینٹ کو فنڈ زدیا جائے۔ بس اس سے سینٹ جو ہے بلوچستان کا مسئلہ پاکستان کا مسئلہ حل ہو گیا۔ تو ہم کسی ویژن کے ساتھ جائیں کسی منظم کے ساتھ جائیں اور جائز باقیوں کے ساتھ جائیں اور ڈٹ کر وہاں پر اپنی بات بھی رکھیں۔ اگر ہم وہاں جا کے ہمارے یہ رو یہ ہے ہمارے دو کروڑ روپے دے دیں، مجھے تین کروڑ روپے دے دو۔ مجھے نو کریاں دے دو چار۔ اس سے تو ہمارا مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب میں آپ کا مشکور ہوں اور آپ نے مجھے ثائم دیا۔ اور تمام دوستوں کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے میری باقی میں اور مجھے ڈسٹریکٹ نہیں کیا۔ بڑی مہربانی۔

**جناب اسپیکر:**

شکریہ۔ جی اصغر ترین صاحب۔

**جناب اصغر علی ترین:** شکریہ جناب اسپیکر۔ آج جو یہ زمر ک صاحب نے جو بحث چھیڑی ہے۔ یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ آپ کو معلوم ہے آپ خود as Speaker چیز بھی کرتے رہے۔ پچھلے ساڑھے تین سال سے ہم یہاں

روتے رہے رہے بالخصوص بجلی اور گیس کے حوالے سے۔ اور یہاں اسمبلی میں قرارداد منظور ہوئی متفقہ۔ اور فیڈرل سے رجوع کیا گیا۔ جناب اسپیکر صاحب دو مہینے کے بعد وفاقی حکومت نے پرائم مفسٹر شہباز شریف صاحب نے کمیٹی تشکیل دی۔ اور دو مہینے کے بعد معزز ممبر ان کا اور وزراء صاحبان کو، اسپیکر صاحب کو نام دے دیا گیا۔

جناب اسپیکر صاحب ہمیں یقیناً خوش ہوئی کہ بھائی وفاق سے ہمیں تائماً مل گیا اس بجلی کے حوالے سے ہم جا کے اُس سے بات چیت کرنے گئے۔ جناب جیسے ساتھیوں نے فرمایا دو مہینے کے بعد ہم وہاں پر گئے۔ اور خواجہ آصف صاحب تھے اور دیگر صاحب بیٹھے ہوئے تھے ان کا اپنا شاف بیٹھا ہوا تھا سیکرٹری صاحب بیٹھا ہوا تھا۔ وہ تو کوئی بھی بات سننے کے لئے بھی تیار نہیں تھے۔ وہ تو ایسے لگا تھا کہ وفاق سے نہیں آپ کسی خیراتی ادارے سے بات کر رہے ہیں۔ آپ کسی سے خیرات مانگ رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب وہ کہتے ہیں جو losses ہیں اُس کے روکیوں کے لئے ان کا جوانز جی کا سیکرٹری ہے آپ اندازہ لگائیں کہ روکیوں کے لئے آپ آئی جی بلوچستان کو اور چیف سیکرٹری بلوچستان کو میرے پاس بھیجیں۔ یہ الفاظ ہیں سیکرٹری انجمنی کے ہیں۔ تو پھر ہم نے کہا کہ آئی جی بلوچستان اور چیف سیکرٹری بلوچستان یہ صوبائی حکومت کے پابند ہیں ایک سیکرٹری کے پابند نہیں ہیں۔ آپ مہربانی فرمائے جو crisis چل رہا ہے بجلی کا اس پر ہم سے بات کریں۔ جناب اسپیکر! ہم نے خواجہ آصف صاحب کو یہ بتایا ہے کہ پچھلے سیالاب میں بلوچستان بتاہی کا منظر پیش کر رہا تھا۔ اور تمام تر جو باغات ہیں وہ تباہ ہو گئے ہیں۔ اور یہاں پر پرائم مفسٹر صاحب نے پانچ، چھ دوڑے کئے ہیں۔ اور ہم نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ گورنمنٹ کا بند ہے یا اپوزیشن میں یا فالانے پارٹی میں۔ ہم نے اُس ہر فنکشن میں حصہ لیا۔ جناب اسپیکر صاحب آج کے دن تک اُس سیالاب زدگان کو اُس متاثرین کو ایک روپیہ تک نہیں ملا۔

جناب اسپیکر صاحب نہ کسی اور زریعے سے اُس کی مدد کی گئی ہے۔ کسی حوالے سے کسی شکل میں بھی زمینداروں کے کسانوں کی مدد نہیں کی گئی۔ اب جناب اسپیکر صاحب سونے پر سہاگہ یہ ہے کہ آپ نے اُس کے پاس بجلی بند کر دی گئی، آٹھ گھنٹے کی بجلی آپ نے دو گھنٹے کر دی۔ آپ یہ منطق پیش کر رہے ہیں ہمیں کہ آپ بل نہیں دے رہے ہو۔ جناب اسپیکر صاحب یہ جو ریاست ہے اُس کا کردار ایک باپ جیسے ہوتا ہے۔ وہ اپنے بچوں پر شفقت کا ہاتھ رکھتا ہے۔ آپ مجھے بتا دیں پرائم مفسٹر صاحب نے پانچ، چھ دوڑے کئے ہیں کوئی بھی آپ بتائیں کسی کی help کی گئی ہو۔ یا صوبائی حکومت کے زریعے یا براہ راست، لوگوں کا کہا گیا کہ کتنے نقصانات ہوئے ہیں کس اضلاع میں کتنے نقصانات ہوئے ہیں، ڈپٹی کمشنز اور کمشنز صاحبان چیف سیکرٹری صاحبان کہ جلدی کروائی ہنرنے کے اندر اپنے نقصانات کا ازالہ بتاؤ۔ پٹواری، کانگوئی، تحریکیں اسے قلم لیکر پیچھے پیچھے ہزاروں لیڑ ڈیزیل ہم نے بلوچستان کے حکومت کے ضائع کئے۔ لیکن آج آٹھ، نو مہینے گزرنے کے بعد بھی جناب اسپیکر ہمیں compensate نہیں کیا گیا ہے۔ اور میں یہ سوال

پوچھتا ہوں ان سے کہ جو آپ کو امدادی گئی ہے سیلا ب کی مد میں تباہ کاری کے مد میں، آپ نے پورے پاکستان میں بلوچستان کا نقشہ ایسے پیش کیا کہ بلوچستان سیلا ب میں تباہ ہوا ہے، ڈوبا ہوا ہے اور آپ کے بار بار visit کرنے سے یہ تاشردے رہے تھے کہ بلوچستان کی مدد کی جائے جو یورونی امداد آئی تھی سیلا ب کی مد میں میرا یہ وفاق سے سوال ہے کہ آپ نے اُس پیسوں کی مد میں بلوچستان کی کیا مدد کی ہے جناب اسپیکر صاحب؟ وہ پیسہ کہ دھر گیا؟۔ کس کو دیا گیا یا تو آپ بلوچستان کا نقشہ نہ پیش کرتے یا تو پھر صوبائی حکومت برآ راست اُن پر compensation مانگتی۔ برآ راست اُن سے مدد مانگتی برآ راست اُن سے ہم اپیل کرتے اگر آپ نے اپیل کی ہے اور اُسکے بعد ہمیں جو خوشی ملا اور یہ کہ آپ نے ہماری بھلی بند کر دی۔

جناب اسپیکر صاحب یقیناً میرا تو یہ پہلا experience تھا واقعی اُسکے ساتھ، اس میٹنگ کا۔ انتہائی negative جناب اسپیکر صاحب یعنی اسپیکر صاحب اُس وقت تشریف فرمائیں فناں منسٹر صاحب تشریف تھے پی ائینڈ ڈی منسٹر صاحب تھے نصراللہ زیرے صاحب تھے اور جمیعت العلماء اسلام کے ساتھی تھے بی این پی کے ساتھی تھے وہاں پر ہمارے اسٹیٹ منسٹر صاحب، بی این پی کے موجود تھے۔ یہ سب یہ پورا یعنی پورا ایک ہاؤس گیا ہوا تھا اُنکے پاس اور وہ ایک گھنٹے کے بعد انہوں نے کہا کہ مجھے شہباز شریف کافون آیا ہے میں نے وہاں جانا ہے۔ یہاں سے دو مہینے کے بعد ہمیں ٹائم دیتے ہیں یہاں سے ہم by-air جاتے ہیں یہ خرچہ علیحدہ۔ وہاں پر اتنا ہم نے انتظار کیا ہے دو گھنٹے آپ کے چیبیر میں آپ کے کافرنس روم میں انتظار کیا ہے۔ اُس کے باوجود آپ کا رو یہ یہ ہے کہ آپ جو ہے ناکہتے ہیں مجھے شہباز شریف نے بلا یا ہے۔ پھر اسکے بعد کہتے ہیں کہ اگلے ہفتے ہم آپ کا مسئلہ حل کر دیں وہ ہفتہ کہ دھر گیا وہ تو مہینے ہی گزر گیا آج دن تک وہ نہیں آئے۔ تو جناب اسپیکر صاحب کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں نظر انداز کیا جا رہا ہے حکومت بلوچستان کو ممبران کو ایک سخت موقف اختیار کرنا چاہئے جناب اسپیکر صاحب یہاں پر مردم شماری کی بات ہوتی ہے یہ بڑا valid point ہے اگر آنے والے لیکن ہوں گے تو وہ نئے مردم شماری پر ہوں گے اور نئے مردم شماری سے ہماری سیٹیں بڑھیں گی ہماری صوبائی سیٹیں بڑھیں گی ہماری قومی سیٹیں بڑھیں گی جتنی سیٹیں بڑھیں گی اُس سے ہمیں فائدہ ہو گا ہمارے صوبے کا فائدہ ہو گا۔ اور یہ جو بھلی اور گیس کے حوالے سے ہم بات کر رہے ہیں وہ تو ہمیں کہتے ہیں کہ آپ خرید لیں کیسکو واپڈا آپ لے لیں اور اسکو آپ خود چلا لیں پھر ہمارے وزراء صاحبان اور ممبران نے جواب دیا کہ آپ ہمیں یہ واپڈا حوالے کر رہے ہیں تو سیندک اور ریکوڈ یک ہمارے حوالے کریں اور گوا در کو بھی ہمارے حوالے کر دیں۔ گیس بھی ہمارے حوالے کریں۔ جو ہمارا جو ایک جو sea کا ہے سات سو کلومیٹر کا کھوٹل ہائی وے یہ بھی ہمارے حوالے کریں یعنی یہ سارے مراعات آپ لے رہے ہیں اور ان سب چیزوں میں ایک بھلی کا مسئلہ آپا ہے وہ بھی آپ حل کرنے نہیں دے رہے

ہیں کہہ رہے ہیں کہ جی وہ آپ لے لیں۔

جناب اپیکر صاحب اگر اس بات کو ہم اس طرح ہی چھوڑ دیں گے اس ہاؤس کے اوپر ختم ہو جائے گی۔ اس ہاؤس کا وقار ختم ہو جائے گا اس پارلیمان کا جو اس اسمبلی بیٹھا ہوا ہے اسکا وقار ختم ہو جائے گا کہ پوری ایک اسمبلی گئی ہے وہاں وفاقی حکومت کے ساتھ بیٹھی ہے وہاں پر اُنکے جو فیڈل منٹر ہیں ان کارویہ وہ تو ایسے بات کر رہے ہیں کہ جیسے کہ ہم ان سے خیرات مانگ رہے ہیں یا پھر وہ ہم پر احسان کر رہے ہیں۔ جناب اپیکر صاحب ہمیں پروانہ نہیں ہے کہ وفاقی حکومت میں کس کی پارٹی ہے یا کیا ہے جناب اپیکر صاحب بلوچستان کی آواز اٹھانا ہمارے ممبران پر فرض ہے تو وہاں پر منٹر صاحبان جن کا تعلق بلوچستان سے ہیں وہ بیٹھے ہوئے ہیں یا بلوچستان کے سینٹر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں یا ایم این اے بیٹھے ہیں یا جو چیز میں سینٹ صاحب وہاں پر بیٹھے ہیں میری اُن سے گزارش ہے کہ خدارا بلوچستان کی آواز کو سنیں اور بلوچستان کے مسائل کو وہاں discuss کریں یہاں پر قوپی المیں ڈی پی بننے پر تمام حضرات آتے ہیں کہ بھئی میں بھی یہاں کا ایم این اے ہوں میں بھی یہاں کا سینٹ ہوں میں بھی بلوچستان کا رہنے والا ہوں اور ہر سینٹ کے بغل میں چھ چھ فالکیں ہوتی ہیں کبھی اس دفتر میں جا رہے ہیں کبھی اُس دفتر میں جا رہے ہی۔ میر انہیں خیال یا سی ایم صاحب نے یا حکومت نے یا کسی اور نے اس پر اعتراض کا ہو۔ کسی نے اعتراض نہیں کیا لیکن اتنا تو ہمارا حق بنتا ہے کہ یہ تو سینٹ میں یا قوی اسمبلی میں کم از کم ہماری آواز تو بنیں کم از کم بلوچستان کی آواز تو اٹھائیں۔ خدا کی قسم جناب اپیکر صاحب ہمارے زمیندار بہت سخت پریشان ہیں اور زمیندار اس وقت پریشانی میں گرفتار ہیں۔ جناب اپیکر صاحب آپ کو پتہ ہے نہ یہاں پر مفت اناج ہے نہ یہاں پر مفت بیچ ہے نہ یہاں حکومت نے کوئی ایسی سہولت زمینداروں اور کسانوں کو دی ہے کہ وہ اس سے مستفید ہوں اب جب گذشتہ سیلا بگرا ہے ہر کسان ہر زمیندار چھوٹ سے چھوٹا دس لاکھ روپیہ بڑے سے بڑا زمیندار جو ہے ناں چپاں چپاں ساٹھ ساٹھ کروڑ کروڑ روپیہ قرضار ہیں اب وہ قرضار ہیں۔ اب اس سیزن میں اللہ کرے اچھا ہو۔ بھلی اگر ہم انہیں مہیا کریں گے اس سیزن میں جا کر کے وہ اپنے قرضاری بمشکل ادا کریں گے پرافٹ کی آپ بات نہیں کریں۔ جناب ان کا جو ایک وفاق کا روپیہ تھا ہمارے ساتھ خواجه آصف صاحب بالخصوص اس پر ہم احتجاج کرتے ہیں ہمیں احتجاج کرنا چاہیئے اُس نے پورے بلوچستان کے عوام کی توہین کی ہے اس نے سینٹ کی توہین کی ہے یہاں کے تمام پارلیمان کی توہین کی ہے وہاں جناب اپیکر صاحب تھے ہمارے ساتھ ان سب کی توہین کی ہے جناب اپیکر صاحب اس پر سخت سے سخت ایکشن لینا چاہیئے اور اس پر stand لینا چاہیئے اور اس روپیہ پر جو خواجه آصف کا تھا اور اس کے ساتھیوں کا روپیہ اس روپیہ کے خلاف جناب اپیکر صاحب میں ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں۔

**جناب اپیکر:** thank you. اب دو منٹ سن لیں پھر واک آؤٹ کر لیں۔ دو منٹ بیٹھیے ایک منٹ یہ بڑی

ضروری بات ہے جو مستقبل میں آپ کے کرنے لگیں گے۔ بعد میں جا کر کے چائے پینا۔ چائے پینے چلا گیا جنگ کا اعلان کر کے پھر چائے پینے کیلئے نکل گا۔ اچھا میری گزارش ہے احسان شاہ صاحب اپنا زمرخان صاحب اپنا عبدالغفار ہزارہ صاحب، میٹھا خان صاحب آپ ٹریشری پیچر کی نمائندگی کر رہے ہیں اور اپنا نعیم صاحب۔ یہ ایک اپیشل سیشن کی ضرورت ہے آپ کے بلوچستان اسمبلی کی اپیشل سیشن۔ Focus on Balochistan, Islamabad اپیشل سیشن بلائیں گے یادداہی problems linked with Islamabad relationship اور ہمارے۔

کرانے کے لئے اپنی آواز اٹھانے کے لئے اس میں ٹوٹی تیاری کرنی پڑے گی ابھی ٹائم ہے آپ لوگوں کے پاس یہاں ہے کہ ایک اپیشل سیشن بلائیں سی ایم بھی آئیں اسمبلی یہی مسئلے اٹھائیں اور ادھرنیں جانے کی ضرورت ادھری سے مسئلے اٹھائیں۔ میدیا کوہیں کہ بہت کریں اپنی میدیا اور آپ بھی آنکھیں لاں کر کے بیٹھیں ناراضگی کا اظہار کریں کہ ہم ادھری بیٹھے ہیں کوئی میں ہم نہیں آتے آپ کے پاس۔ یہ آپ کے کچھ فصلے کرنے پڑیں گے آپ کو اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب اپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ سورخہ 24 مارچ 2023ء بوقت سہ پہر تین بجے تک ملتی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06 بجے 06 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

